عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۲۱ تا ۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳۸

قرآن کریم کی بے حرمتی کے واقعات

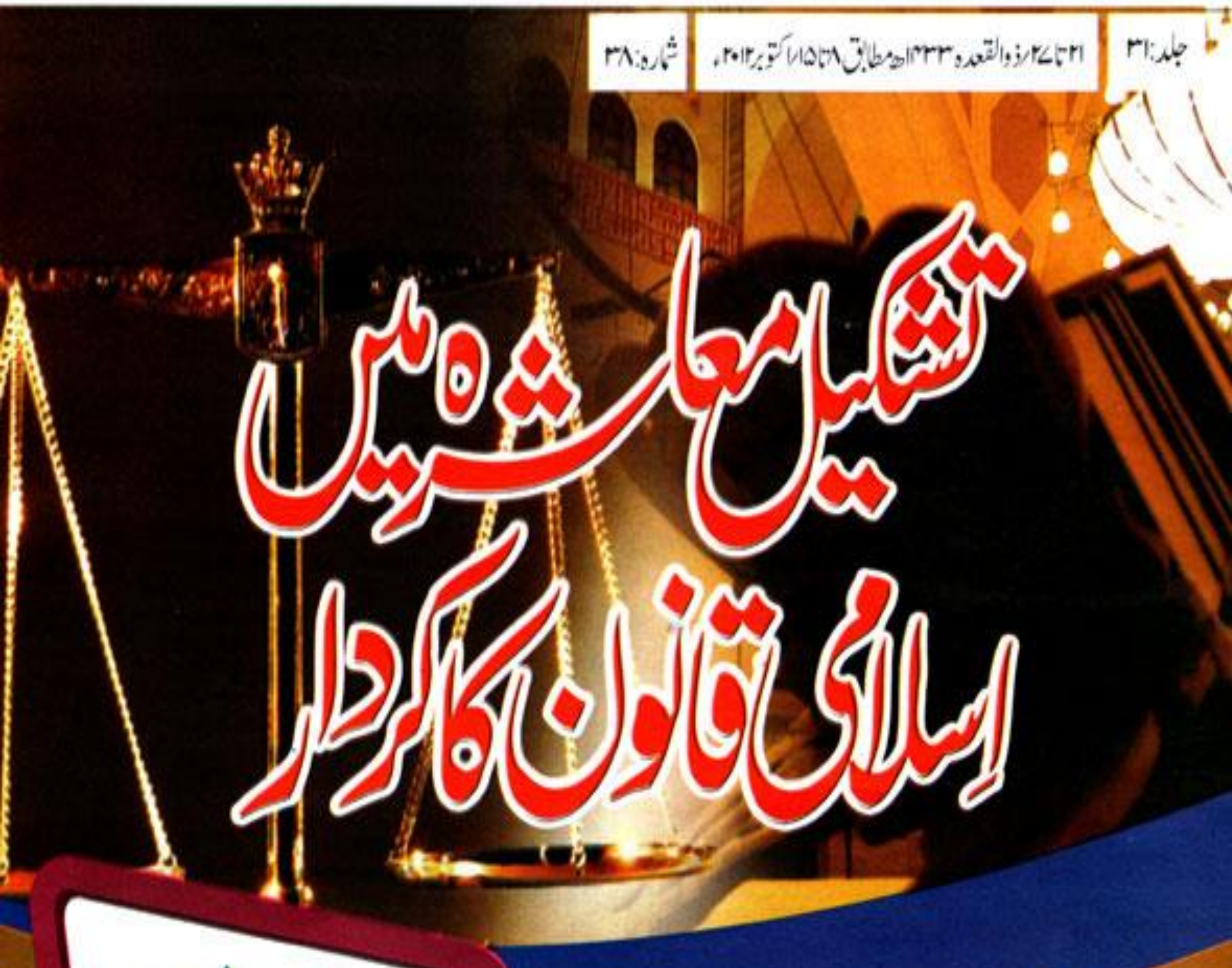

تشکیل معاشرہ میں اسلامی قانون کا کردار

قادیانی جماعت

"قادیانی قیادت کی نظر میں"

حج میں خواتین کی چند کوتاہیاں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

مسز انور محمود انصاری، سعودی عرب

س:...... میری شادی ۱۹۸۹ء میں ہوئی، میری ملکیت میں اُس وقت چھ تولے سونا اور ۲۰ تولہ چاندی کے زیورات تھے۔ ۱۹۹۹ء تک میں اپنی لاعلمی کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کرسکی، زیورات کی یہی مقدار ان دس سال میں میرے پاس رہی تھی، جبکہ اس کے بعد سے اب تک پابندی سے زکوٰۃ ادا کررہی ہوں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ دس سال کی زکوٰۃ اب مجھے کس حساب سے ادا کرنی ہوگی؟

ج:...... گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سال سونے اور چاندی کی جو مقدار تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے، پھر دوسرے سال اس چالیسواں حصے کی مقدار منہا کرکے باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ نکالا جائے، اسی طرح دس سال کا حساب لگایا جائے اور ان باقی تمام سالوں کی زکوٰۃ کا مجموعہ جتنی مقدار سونے اور چاندی کی بنے وہ زکوٰۃ میں ادا کردی جائے، اور اگر رقم کے حساب سے نکالنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے، لہٰذا گزشتہ دس سالوں میں سے جس سال سے زکوٰۃ واجب ہوئی تھی اس وقت سونے کی جو مالیت تھی اس کا ڈھائی فیصد نکال دیا جائے، لیکن بہتر یہ ہے اور فتویٰ بھی اس پر ہے کہ آج کے حساب میں زیورات کی جو کل مالیت ہے اس پر ڈھائی فیصد نکال دیں تو یہ ایک سال کی زکوٰۃ ادا ہوئی، اب باقی بچے ہوئے مال میں سے ڈھائی فیصد دوسرے سال کی اور پھر تیسرے سال کی، اسی طرح مکمل دس سالوں کی زکوٰۃ نکالیں۔ فقط واللہ اعلم۔

وراثت میں بیوہ کا حق

فوزیہ علی، کراچی

س:...... میرے سسرال والوں نے میرے بیٹے کا اور میرا حق جو کہ شوہر کے مرنے کے بعد بنتا ہے، اگر نہیں دیا تو کیا میں قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہوں؟ یا میں ان کا انتظار کروں کہ وہ مجھے خود دے دیں، میں بیوہ عورت ہوں، مالی طور پر بھی پریشان ہوں مگر ماہانہ بھی نہیں باندھتے۔ بتائیں میں کیا کروں؟ مجھے ان سوالوں کا صحیح جواب دیں اور جلد سے جلد جواب دیں، شکریہ۔

ج:...... آپ اپنا جائز حق لینے کے لئے قانون کا سہارا لے سکتی ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ صلح صفائی سے یہ سب کچھ ہوجائے تو ہر دو کے لئے بہتر ہوگا آپ کے سسرال والوں کو اس ظلم سے باز آجانا چاہئے ورنہ ان کو بھی ایک دن قبر میں جانا اور حساب دینا ہے۔

داڑھی رکھنے والے کو مولانا یا مولوی کہنا

عمران احمد قریشی، کراچی

س:...... آج کے دور میں مسلمان داڑھی تو رکھ لیتا ہے مگر اس کا دین سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا اور ہمارے مسلمان بھائی انہیں مولانا صاحب یا

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مولوی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں، اس طرح جو عاقبت نااندیش بھی ہوتے ہیں جو حلیہ مسلمانوں کی طرح بنالیتے ہیں اور وہ نام کے مسلمان ہی ہوتے ہیں لوگ انہیں بھی مولوی یا مولانا صاحب پکارتے ہیں، جبکہ ایسے افراد انتہاپسندی کے کاموں میں حصہ لے کر مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

ج:...... مولانا یا مولوی صاحب کا لفظ لغت کے اعتبار سے تو دوست، حبیب اور سردار کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن اصطلاح میں یہ لفظ کسی باقاعدہ عالم و فاضل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، بہرحال یہ عزت و توقیر کا لفظ ہے تو اسی انسان پر بولا جائے جو علم و عمل اور شکل و شباہت کے اعتبار سے اس کا اہل ہو۔

بلوغت کے بعد کی نمازیں

س:...... بلوغت کے بعد سے جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں، انہیں کس طرح ادا کیا جاسکتا ہے؟ یا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادیں گے۔

ج:...... اندازہ کرلیا جائے کہ اتنی عمر کا بالغ ہوا تھا اور اتنا سال نماز نہیں پڑھی تو اتنا سال کی نمازیں مجھ پر واجب الادا ہیں، روزانہ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کرلی جائے اور جتنا سال کی نمازیں قضا ہیں اتنا سال تک اندازہ لگا کر نمازیں قضا کی جائیں۔ انشاء اللہ نجات ہوجائے گی۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۳۱ ۲۱تا۲۷ذوالقعدہ۱۴۳۳ھ مطابق ۸تا۱۵ر اکتوبر۲۰۱۲ء شمارہ:۳۸

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

عنوان	صفحہ	مصنف
قرآن کریم کی بے حرمتی کے واقعات	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
تشکیل معاشرہ میں اسلامی قانون کا کردار	۹	قاری عبدالرؤف مدنی
حج میں خواتین کی چند کوتاہیاں	۱۳	مسز خورشید
اِک اور نیا ہنگامہ	۱۵	مولانا خالد قاسمی خیرآبادی
جنوبی افریقہ میں قادیانیت کا تعاقب	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
قادیانی جماعت... قادیانی قیادت کی نظر میں!	۲۰	مولانا قاضی احسان احمد
گستاخ فلم کے خلاف احتجاجی ریلی	۲۳	
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ
ناموس رسالت ریلی	۲۶	رپورٹ: مولوی محمد رضوان

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

انسان کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھتا ہے، اور اس کو وہی ملے گا جو اس نے کمایا ہو۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۱)

''دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کب برپا ہوگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سائل کے سوال کا جواب دینے کے بجائے) نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ: وہ صاحب کہاں ہیں جنھوں نے قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں سوال کیا تھا؟ اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اس کے لئے (فرائض کے علاوہ) کوئی زیادہ نماز روزہ تو نہیں کیا، مگر یہ بات ضرور ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہو، اور تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی بات کی خوشی اتنی نہیں ہوئی جتنی کہ اس ارشاد سے ہوئی۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۱)

''حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک اعرابی جس کی آواز بہت بلند تھی، حاضرِ خدمت ہوا، اس نے کہا: اے محمد! ایک آدمی ایک قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن (اپنے اعمال کے لحاظ سے) ابھی تک ان کے ساتھ نہیں مل پایا (اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی انہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۱، ۶۲)

ان احادیث میں ان حضرات کے لئے بڑی بشارت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اور مقبولانِ الٰہی سے سچی محبت رکھتے ہیں، ان شاء اللہ ان کا حشر بھی ان مقبولانِ الٰہی کے ساتھ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی معیت ورفاقت ان شاء اللہ ان کو نصیب ہوگی۔

ہمارے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ شعر منسوب ہے:

أُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

ترجمہ:... ''میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت رکھتا ہوں، اگرچہ میں ان میں سے نہیں ہوں، حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ مجھے بھی نیکی و پارسائی نصیب فرمائیں۔''

ان احادیث کا مضمون قرآنِ پاک کی آیت:

''وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا'' (النساء:۶۹)

سے ماخوذ ہے۔ اس سلسلے میں دو باتیں خوب اچھی طرح سمجھ لینے کی ہیں، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں سے سچی محبت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ان کی عادات واطوار کو دل وجان سے پسند کرے، اور حتی الوسع ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش بھی کرے، اور ان کی پیروی میں اگر اس سے کچھ کوتاہی ہوتی ہو تو اس سے ندامت محسوس کرے، جو شخص اپنی شکل وصورت اور اپنے اعمال واشغال میں سنتِ نبوی اور طریقۂ صالحین کی پروا نہیں کرتا، اس کا دعویٔ محبت صحیح نہیں، اور قیامت کے دن سچی محبت کی قیمت ہوگی، محبت کے جھوٹے دعووں کی کوئی قیمت نہیں۔ بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنتوں کا ان کی زندگی میں نہ صرف یہ کہ کوئی نام ونشان نظر نہیں آتا، بلکہ... نعوذ باللہ... ثم نعوذ باللہ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سنتوں کو نفرت وحقارت سے دیکھتے ہیں اور بسا اوقات ان کا مذاق بھی اُڑاتے ہیں۔ مثلاً: داڑھی رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، بہت سے مدعیانِ عشق ومحبت نہ صرف اس سے محروم ہیں، بلکہ وہ داڑھی کو حقارت ونفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور داڑھی والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں، اور ان کو کبھی اس پر ندامت نہیں ہوتی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پامال کر رہے ہیں۔ اسی طرح آدھی پنڈلی تک تہبند یا پاجامہ، شلوار رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (جیسا کہ آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے کے اُوپر تک کی اجازت ہے، اور ٹخنے سے نیچے رکھنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے) بہت سے لوگ اس سنت کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں۔ پس یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک سنت کا بھی مذاق اُڑایا یا اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا، اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی، جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے، اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کا جائزہ لے کر دیکھے کہ اس کے کون کون سے افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کے مطابق ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے، اور کون کون سے اعمال وافعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہیں، ان پر توبہ واستغفار کرے، اور آئندہ کے لئے سنتِ نبوی کی پیروی کا عزم کرے۔ اور بدقسمتی سے اگر کسی سنت کو حقیر سمجھا تھا، یا اس کا مذاق اُڑایا تھا تو اس سے بھی توبہ کرے، بلکہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔ دُنیا میں اس نے کوئی احمق نہ دیکھا ہوگا جو اپنے محبوب کی اداؤں کا مذاق اُڑاتا ہو کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ایسے شخص کے نام کو عشاق کی فہرست میں کبھی جگہ نہیں مل سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے، جو لوگ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں سے نفرت کرتے ہیں یا مذاق اُڑاتے ہیں، سوچنا چاہئے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا واسطہ ہے...؟

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قرآن کریم کی بے حرمتی کے واقعات

ملتِ اسلامیہ اور پاکستانی عوام کے لئے لمحہ فکریہ

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ہمارا ملک پاکستان بنا تو ضرور اسلام کے نام پر تھا، لیکن پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی ملحد، بے دین، بددین، لامذہب، دین دشمن قادیانی، مرزائی جیسے فتنہ پرداز اور یہود ونصاریٰ کے آلۂ کار اور ایجنٹ لوگ سب ہی اس ملک میں جمع ہوگئے اور انہوں نے یہاں پَر پُرزے نکالنے اور گندے انڈے دینا شروع کردیے، خصوصاً بیوروکریسی، میڈیا اور پالیسی ساز اداروں میں اپنی تمام تر فتنہ سامانیوں سمیت انہوں نے اپنے لئے ایک گھات اور پناہ گاہ ڈھونڈلی اور اب اینکرز، نام نہاد دانشور اور تجزیہ نگاروں کے روپ میں الیکٹرانک میڈیا پر بھی اپنا تسلط جما چکے ہیں، جہاں سے بیٹھ کر انہوں نے ہمیشہ اسلام، پیغمبر اسلام، شعائر اسلام، اسلامی تعلیمات، اور قرآن کریم جیسی ضروریات دین اور اسلامی تہذیب واقدار کے خلاف شکوک وشبہات، طنز وطعن اور تمسخر واستہزاء کو اپنا وطیرہ اور ان کو بے وقعت، بے حیثیت اور بے وزن باور کرانے کے لئے اپنی مذموم کوششیں اور نازیبا سازشیں کیں، جس کی بنا پر جب بھی اس ملک میں حکمرانوں اور برسر اقتدار طبقے کو نفاذ اسلام کا وعدہ یاد دلایا گیا، یہی طبقہ ان کا مشیر اور معاون بن کر اسلام کے نفاذ میں رکاوٹ اور سدّ راہ بنا۔

صرف اسی پر بس نہیں، بلکہ جن حکمرانوں نے خدا خوفی یا عوام کے مطالبے پر کچھ حدود یا شرعی قوانین اس ملک کے آئین میں شامل کئے، یہ طبقہ ہمیشہ ان کی مخالفت کرتا رہا ہے اور ان کو آئین پاکستان سے نکلوانے کی مذموم کوششیں اور ناپاک سازشیں آج تک کررہا ہے۔

ایک وقت تھا کہ نادیدہ قوتوں کی شہ پر کراچی، پشاور، لیاقت پور، ملتان اور ڈیرہ اسماعیل خان میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے متعدد اور پے در پے واقعات پیش آنے لگے، جس کی بنا پر اُس وقت کی حکومت نے اسلامی حمیت اور دینی جذبات کا پاس رکھتے ہوئے قرآن کریم کی عزت وتوقیر اور اُس کی حفاظت کے لئے قانون بنایا کہ:

”کوئی بھی شخص جان بوجھ کر قرآن کریم یا اُس کے کسی حصے کی بے حرمتی کرے، نقصان پہنچائے یا توہین آمیز طریقے سے استعمال کرے، اُس کے لئے عمر قید کی سزا مقرر ہے۔“

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اقوامِ متحدہ کے ضابطے کے مطابق پاکستان کے اس قانون کا احترام کیا جاتا اور دنیا کا ہر ملک اپنی عوام اور اپنی ہم عقیدہ کمیونٹی کو جو پاکستان میں ہوں، ان کو بتاتا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، اسلام اس کا سرکاری مذہب ہے اور قرآن وسنت اس کا سپریم لاء ہے، اس لئے اس ملک کے قوانین کا احترام کرنا لازم اور ضروری ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہوا یہ کہ یہود ونصاریٰ اور ان کے آلہ کاروں اور ایجنٹوں نے حجاب اور لباس کا تمسخر، نماز اور مسجد کی تحقیر، پیغمبر اسلام کے خاکے اور فلمیں بنا کر ان کی توہین، مقدس ناموں کی بے حرمتی اور قرآن سوزی کے مذموم اور گھناؤنے عمل کا ارتکاب کرکے اسلام کے ارکان اور شعائر کا مذاق اُڑایا، بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے ہر اُس آدمی کی حوصلہ افزائی کی اور اُسے تھپکی دی، جس نے اسلام کے کسی شعار کا مذاق اُڑایا۔ سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین، افغانستان کا مرتد عبدالرحمٰن اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

چند ماہ پہلے آسیہ نامی عیسائی خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہراتؓ کی توہین کی، قانون کے مطابق عدالت سے اُس کو سزا ہوئی، اُس وقت کے گورنر پنجاب سلمان تاثیر بیرونی طاقتوں کے اشارے پر ان کی حمایت میں کھڑے ہوئے اور ممتاز قادری کی حمیتِ اسلام اور غیرتِ اسلام کے ہاتھوں آنجہانی ہوئے۔ اس کے بعد مغربی دنیا اور اسلام سے الرجک اشخاص وحضرات اور صحافی واینکرز کے ہاں ایک بھونچال آ گیا، مفسدین اور ملحدین میں ایک عرصہ تک اس کا ڈر، خوف اور اثر رہا، لیکن استعمار ہمیشہ اس کوشش میں رہا کہ قانون توہینِ رسالت میں ترمیم کا عنوان دے کر اس قانون کو غیر نافذ العمل اور بے اثر کر دیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ مغربی استعمار اور ''امریکہ بہادر'' قادیانیوں اور مرزائیوں کی وکالت کرتے ہوئے بظاہر بار بار ایک ہی رٹ لگا رہا ہے کہ قانونِ توہینِ رسالت کے غلط استعمال کو روکا جائے، لیکن درپردہ اس قانون کو ختم کرنے کی دھمکی اور حکومت پر بلا جواز دباؤ ڈال رہا ہے۔

۷ارمئی ۲۰۱۲ء پاکستان کے صدر جناب آصف علی زرداری صاحب سے ویٹی کن کا مذہبی پیشوا ملاقات کرتا ہے تو جناب زرداری صاحب بھی اُسے یہ یقین دلانے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں کہ حکومت اس بات کو یقینی بنارہی ہے کہ توہینِ رسالت قانون کو اقلیتوں اور معاشرے کے دیگر کمزور طبقات کے خلاف استعمال نہ کرنے دیا جائے۔

پاکستانی عوام اور محبِ دین طبقہ صدرِ پاکستان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ کیا پاکستان میں کوئی ایک ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے، جہاں یہ قانونِ توہینِ رسالت غلط استعمال ہوا ہو؟ قانونِ توہینِ رسالت کے ماہر اور سندھ ہائی کورٹ میں قانونِ توہینِ رسالت کے مقدمات کی سب سے زیادہ پیروی کرنے والے ایڈووکیٹ جناب منظور احمد میؤ کے بقول: سندھ ہائیکورٹ میں ۶۰ سے ۷۰ مقدمات ٹرائل ہوئے ہیں اور میری دانست میں کسی ایک مقدمہ میں بھی آج تک کوئی ملزم اس بات پر بری نہیں ہوا کہ یہ مقدمہ جھوٹا تھا یا ذاتی عناد پر کسی ملزم کو بے جا پھنسایا گیا۔

جب زمینی حقائق یہ ہیں تو پھر دنیا بھر میں یہ واویلا اور شور کیوں مچایا جارہا ہے کہ قانونِ توہینِ رسالت غلط استعمال ہو رہا ہے اور یہ قانون اقلیتوں کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ حالانکہ ماہرین قانون کا کہنا یہ ہے کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ء کے ساتھ جو امتیازی سلوک کیا گیا ہے، وہ کسی اور دفعہ کے ساتھ نہیں کیا گیا، کیونکہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری کے تحت دفعہ ۲۹۵ء تعزیرات کی ایف، آئی، آر اس وقت تک نہیں کاٹی جاسکتی، جب تک کہ ڈپٹی کمشنر صاحب سے پیشگی اجازت نہ لی گئی ہو، جبکہ دنیا کے کسی قانون میں اس قسم کی کوئی پابندی نہیں تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ اس قانون کے ساتھ پہلے ہی امتیازی سلوک برتا جارہا ہے۔

مزید یہ کہ ڈپٹی کمشنر کی اجازت کی پابندی کی بنا پر مدعی کو بعض اوقات نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے، اس لئے کہ ڈپٹی کمشنر ضلع میں صرف ایک ہوتا ہے اور اُس تک پہنچنے کے لئے کافی وقت صرف ہو جاتا ہے، مثلاً: ایک ملزم ہفتے کی شام توہینِ رسالت کا ارتکاب کرتا ہے، اگلے دن اتوار کی چھٹی ہے، پیر کو مدعی ستر، اسی کلومیٹر دور دراز کا سفر طے کرکے ڈپٹی کمشنر کے پاس اس وقت پہنچ پاتا ہے جب ڈی، سی صاحب کی چھٹی کا وقت ہو جاتا ہے، اور وہ آفس سے گھر جاچکا ہوتا ہے، اب معاملہ اگلے روز پر چلا جاتا ہے۔ وقوعہ کے تین روز گزرنے کے بعد ایف، آئی، آر درج ہوتی ہے تو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ایسے فیصلے موجود ہیں کہ ایف، آئی، آر تاخیر سے درج کرانے کی بنا پر مقدمہ جھوٹا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس قانون کے ساتھ امتیازی سلوک ختم کیا جائے اور ڈپٹی کمشنر کی پیشگی اجازت کی شرط کو کالعدم قرار دیا جائے۔

بار بار یہ دُہرایا جاتا ہے کہ یہ قانون غلط استعمال ہوتا ہے۔ قانون کے ماہرین یہ کہتے ہیں کہ قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کے لئے بھی آئین میں طریقہ کار موجود ہے اور وہ یہ کہ بالفرض اگر کوئی مدعی غلط ایف، آئی، آر درج کراتا ہے تو اس کے لئے زیر دفعہ ۱۸۲ ضابطہ فوجداری قانون پہلے سے موجود ہے، اس کے تحت ایسے جھوٹے مدعی کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔

ہمارے حکمرانوں اور مقتدر طبقہ کے ان کمزور اور دباؤ کے تحت دیے گئے بیانات کی بنا پر (کہ اس قانون توہینِ رسالت کے غلط استعمال کو روکا جائے گا اور اس قانون کے طریقۂ استعمال میں غور وخوض کیا جائے گا) مغربی آقاؤں کو شہ ملتی ہے، جس کی بنا پر وہ آئے دن اس قانون میں ترمیم یا ان قوانین میں اصلاحات کے عنوان سے پاکستانی حکمرانوں پر دباؤ بڑھاتے رہتے ہیں، جیسا کہ درج ذیل خبر میں ہے:

''واشنگٹن/لندن (امت نیوز) اسلام آباد کے نواحی گاؤں میرا جعفر میں توہین قرآن کے الزام میں ایک عیسائی لڑکی رمشا کی گرفتاری کو جواز بنا کر توہین رسالت اور توہین قرآن سے متعلق قوانین کو تبدیل کرنے کے لئے مغرب ایک بار پھر سرگرم ہوگیا ہے۔ گرجا گھروں کی عالمی کونسل نے اس معاملہ پر آئندہ ماہ جنیوا میں کانفرنس بلانے کا اعلان کردیا ہے، جبکہ امریکی محکمہ خارجہ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی رمشا کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ غیر ملکی نشریاتی ادارے کے مطابق اسلام آباد میں توہین قرآن کے الزام میں لڑکی کی گرفتاری کے بعد گرجا گھروں کی عالمی کونسل (ڈبلیو سی سی) نے آئندہ ماہ جنیوا میں کانفرنس طلب کرلی ہے، جس میں ہندوؤں، بدھوں، عیسائیوں اور قادیانیوں سمیت مختلف گروپوں کو مدعو کیا جائے گا۔ خبر رساں ادارے کے مطابق کانفرنس کا مقصد ان لوگوں کو عالمی پلیٹ فارم مہیا کرنا ہے جو پاکستان کے توہین رسالت اور توہین قرآن کے قوانین سے متاثر ہوئے ہیں۔ اس سے قبل ایمنسٹی انٹرنیشنل نے گرفتار عیسائی لڑکی کے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل جنوبی ایشیا کے ڈائریکٹر پولیس ٹرسکوٹ نے کہا ہے کہ مسیحی لڑکی کا مقدمہ پاکستان میں قانون کی حکمرانی کی فرسودگی اور توہین رسالت کے ملزمان کو درپیش خطرات کو ظاہر کرتا ہے۔ ٹرسکوٹ نے صدر آصف علی زرداری کی جانب سے رمشا کی گرفتاری پر لئے گئے نوٹس کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ توہین رسالت کے قوانین میں اصلاحات کے لئے اس سے بڑی کوششوں کی ضرورت ہے۔ ادھر امریکی محکمہ خارجہ کی ترجمان وکٹوریا نولینڈ نے اس گرفتاری کو انتہائی پریشان کن قرار دیا، تاہم اس بارے میں صدر آصف زرداری کی طرف سے کئے گئے اقدام کا خیر مقدم کیا۔ ترجمان نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ انسانی حقوق سمیت ہر موضوع پر بات چیت ہوتی ہے۔ دریں اثنا اسلام آباد پولیس نے رمشا کے خلاف کارروائی کے لئے احتجاج کرنے والے ۱۵۰ افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔''

(روزنامہ امت، کراچی، ۲۳/اگست ۲۰۱۲ء)

اس کے برخلاف پاکستان میں بسنے والے عیسائی مذہب کے پیشوا اور راہنما کہتے ہیں کہ یہ رمشا مسیح کا معاملہ پاکستان کا اندرونی مسئلہ ہے اور مقدمہ عدالت میں ہے۔ اگر رمشا نے جرم کیا ہے تو اُسے پاکستانی قانون کے مطابق سزا ملنی چاہئے، اس کے باوجود ہم یہ برداشت نہیں کریں گے کہ امریکہ، فرانس یا کوئی دوسرا ملک اس معاملہ میں پاکستان پر دباؤ ڈالے۔ رمشا کے معاملہ میں غیر جانبدار تحقیق ہونی چاہئے اور وہ گناہ گار ہے تو اُسے ضرور سزا ملنی چاہئے، جیسا کہ درج ذیل خبر میں ہے:

''انسانی حقوق کے کارکن اور مسیحی رہنما فادر ایمانوئل نے ''امت'' سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ رمشا کا مسئلہ پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے۔ پاکستان کی مسیحی برادری اور دیگر اقلیتیں یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ توہین رسالت قانون میں ترمیم کی جانی چاہئے، تاکہ اس کا غلط استعمال نہ ہوسکے۔ البتہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی شخص کسی بھی مذہب کی توہین کرے، نہ ہم ایسا کرتے ہیں اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اُس کو سزا ملنی چاہئے، اس کے باوجود ہم یہ نہیں برداشت کریں گے کہ امریکہ، فرانس یا کوئی دوسرا ملک اس معاملہ میں پاکستان پر دباؤ ڈالے۔ یہ مسئلہ پاکستان کا ہے، پاکستانی اسے حل کرسکتے ہیں۔ ہم حکومت کو اس معاملہ پر تجاویز دیتے رہتے اور کھل کر بات بھی کرتے ہیں، مگر کسی دوسرے ملک کو ہم پاکستان کے معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دے سکتے، نہ انہیں اس کا حق ہے۔ رکن قومی اسمبلی نیلسن عظیم نے ''امت'' سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اور فرانس کو کیا حق ہے کہ وہ پاکستان میں ہونے والے کسی معاملے میں مداخلت کریں۔ یہ سیدھی سیدھی شرپسندی ہے۔ کیا ان کے ممالک میں جو کچھ ہوتا ہے، اس پر وہ پاکستان کو مداخلت کا حق دیں گے؟۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں اس طرح کے واقعات نہیں ہونے چاہئیں۔ بغیر ثبوت کسی پر بھی غلط الزام نہیں لگانا چاہئے۔ رمشا کے معاملہ کی غیر جانبدار تحقیق ہونی چاہئے اور اگر وہ گنہگار ہے تو اُسے سزا ملنی چاہئے۔ کوئی بھی ملزم جرم ثابت ہونے سے پہلے معصوم ہوتا ہے۔ رمشا ۱۰ برس کی بچی ہے، کسی کے گھر کام کرتی ہے، اُس کا توہین قرآن سے کیا تعلق بنتا ہے؟ اس طرح کی باتوں کو اچھالنے سے ملک کی بدنامی ہی ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسیحی برادری قرآن کی بہت عزت کرتی ہے۔ غریب ملازمہ ایسا کوئی قدم کیسے اٹھا سکتی ہے؟۔ ہم کہتے ہیں کہ مذاہب کی عزت سب پر لازم ہے۔ اگر کوئی دانستہ

توہین کرتا ہے تو اُسے سزا ملنی چاہئے۔ اپنے ملک میں ہم شفاف تحقیقات اور قانون میں تبدیلی کی بات کرتے ہیں، لیکن اس کا کیا جواز کہ امریکہ اور فرانس ہمارے معاملہ میں دباؤ ڈالیں اور پاکستانی معاملات میں مداخلت کریں۔ یہ پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے، اس پر کسی دوسرے ملک کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے۔ یہ نہ صرف عالمی قوانین کی خلاف ورزی ہے، بلکہ پاکستانی اقلیتوں کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔ پنجاب اسمبلی میں پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون خلیل طاہر سندھو نے ''امت'' سے بات کرتے ہوئے کہا کہ توہین رسالت قانون کے حوالے سے اقلیتوں کو تحفظات ہیں۔ اس حوالے سے بات چیت چل رہی ہے۔ قانون میں ترمیم کا مطالبہ بھی کیا جارہا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم توہین رسالت یا توہین قرآن کو جائز خیال کرتے ہیں۔ مسیحی برادری ان دونوں باتوں کو ناجائز خیال کرتی ہے۔ پھر یہ ہمارے اندرونی مسائل ہیں۔ امریکہ یا فرانس یا کوئی دوسرا ملک اُنہیں پاکستان کے مسیحی قطعاً پسند نہیں کرتے۔ ہم پاکستانی ہیں اور کسی دوسرے ملک کو مداخلت کا حق نہیں دے سکتے۔ مسیحی رہنما جوزف فرانسس نے امریکی مداخلت کو ناجائز قرار دیتے ہوئے کہا کہ مسیحی توہین رسالت نہیں کرسکتے۔ ہم نبی پاک کی بہت عزت واحترام کرتے ہیں، ہم کس طرح توہین کرسکتے ہیں۔ توہین وہ کرتے ہیں جو جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کے سینیٹر کامران مائیکل نے کہا کہ یہ ہماری حکومت کا قصور ہے جو ہر معاملہ میں امریکہ کی دست نگر ہے۔ ان معاملات میں بھی اگر امریکہ مداخلت کرتا ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ہم تو یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ نیٹو سپلائی بھی پاکستان سے نہیں گزرنی چاہئے، لیکن جب حکام ان کے تابع ہیں تو اتنی مداخلت کوئی بڑا ایشو نہیں ہے۔ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ حکومت کی کمزوری کی وجہ سے بیرونی مداخلت بڑھ رہی ہے۔ اسلام آباد میں عیسائی لڑکی کے ہاتھوں توہین قرآن پر کراچی سے تعلق رکھنے والے مسیحی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ مذکورہ مسئلہ چونکہ پاکستان کا ہے، اس لئے اُسے پاکستانی عدالتوں میں ہی ڈیل کیا جانا چاہئے۔ امریکہ یا یورپی ممالک اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔ اس معاملہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ سابق رکن سندھ اسمبلی مائکل جاوید کا کہنا تھا کہ جس طرح پاکستان سے بھارت جانے والے ہندوؤں کے حوالے سے پلاننگ کے تحت پاکستان کو بدنام کیا گیا، اسی طرح رمشا نامی عیسائی لڑکی کا معاملہ بھی ہے۔ تاہم اس معاملہ کو پاکستان میں ہی حل ہونا چاہئے۔ انہوں نے صدر پاکستان وزیراعظم پاکستان سمیت دیگر حکام سے اپیل کی ہے کہ اس مسئلہ کو فوراً حل کیا جائے، تاکہ امریکہ سمیت یورپی ممالک فائدہ نہ اٹھاسکیں۔ کورنگی کرسچن پاڑے کے پادری پطرس نے کہا کہ یورپی ممالک اس مسئلہ کو جواز بناکر پاکستان کو بدنام کرنے اور توہین رسالت اور توہین قرآن کے قوانین میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ پاکستانی حکام کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ کو سنجیدگی اور انصاف سے حل کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملہ میں جو کورٹ کا فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہوگا۔ ڈرگ روڈ کے فادر سیمز کا کہنا تھا کہ یہ خالصتاً پاکستانی معاملہ ہے اور حکومت بھی مناریٹی کے رہنماؤں کو یقین دلوا چکی ہے کہ اس معاملہ کو اچھی طرح دیکھا جائے گا۔ تاہم اس ایشو سے یورپی ممالک اپنا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ چرچ آف پاکستان عیسیٰ نگری کے پادری صادق مسیح کا کہنا تھا کہ وہ مسیحی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک محب وطن پاکستانی بھی ہیں اور پاکستان کی عزت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ عیسائی لڑکی رمشا کا جو مسئلہ ہوا ہے اس کو جہاں عدالتیں دیکھ رہی ہیں، وہیں صدر پاکستان نے بھی خصوصی طور پر اس مسئلہ پر توجہ مرکوز کردی ہے، اس لئے فکر کی کوئی بات نہیں۔ امریکہ اور یورپی ممالک اپنے مفاد کے لئے اس مسئلے کو اچھال رہے ہیں۔ کوئی پاکستانی مسیحی رہنما نہیں چاہے گا کہ دوسرے ممالک کو اس معاملہ میں ٹانگ اڑانے کا اختیار دیا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ پاکستان کا مسئلہ ہے اور پاکستان کی عدالتیں جو فیصلہ دیں گی، قبول ہوگا۔'' (روزنامہ امت کراچی، ۲۲راگست ۲۰۱۲ء)

اور اُدھر پاکستان میں انداز بدل بدل کر وقتاً فوقتاً توہین قرآن اور توہین رسالت کے واقعات کو دُہرایا جاتا ہے۔ صرف تین ماہ میں کراچی، کوئٹہ، گوجرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اسلام آباد میں دس واقعات اخبارات میں رپورٹ کئے گئے۔ صرف ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چھ مرتبہ قرآن کریم کی بے حرمتی کی گئی۔ پاکستان میں توہین قرآن کے واقعات کا تسلسل یہ بتلاتا ہے کہ کوئی لابی ان واقعات کے پیچھے سرگرم ہے اور حکمرانوں پر دباؤ بڑھانے کے لئے ان کی ریہرسل کرائی جارہی ہے۔ اسی بیرونی

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

تشکیل معاشرہ میں اسلامی قانون کا کردار!

قاری عبدالرؤف مدنی، پشاور

معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے اور قانون ایک ایسی ناگزیر ضرورت ہے کہ اس کے بغیر متمدن انسانی معاشرے کا تصور ہی ناممکن ہے۔ اسی قانون کے ذریعہ معاشرے کی شیرازہ بندی ہوتی ہے، حقوق وفرائض کی ادائیگی کا بہترین انتظام کیا جاتا ہے، عدل وانصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ معاشرے کے افراد جو مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں، وہ قانون کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے ایک نظام کے تحت زندگی گزارتے ہیں، تاکہ ایک دوسرے کے ظلم وجور سے محفوظ رہیں۔ مختصر یہ کہ انسانی فطرت کے تقاضے اس قدر گوناگوں اور اس کی ضروریات اس قدر متنوع ہیں کہ معاشرہ کو ایک قانونی نظام کی بنیاد پر استوار کئے بغیر ان کی تکمیل نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اگر قانون ابتدائی تعلیم کو جبری قرار دیتا ہے تو اس لئے کہ معاشرہ جاہل نہ رہے، اگر مجرموں کو سزا دیتا ہے تو اس لئے کہ جرائم کا سدباب ہو اور لوگ امن وسکون سے اپنی زندگی گزار سکیں۔ اگر قانون ظلم واستحصال کے خلاف ہے تو اس لئے کہ کمزور کی حق تلفی نہ ہو۔ غرض قانون اور معاشرہ میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

عقیدہ اور معاشرتی اقدار:

اسلام جس معاشرے کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ عقیدۂ توحید پر مبنی ہے، یعنی وہ خونی اور نسبی رشتہ کی بجائے عقیدہ پر زور دیتا ہے۔ اسلام معاشرہ کی تشکیل کے لئے قبائلی کثرت کی جگہ اعتقادی وحدت پر یقین رکھتا ہے، رنگ ونسل کا کوئی امتیاز روا نہیں: ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ.'' (الحجرات:۱۰) ''سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' چنانچہ اعتقادی وحدت کے بعد اسلامی قانون جس چیز پر زور دیتا ہے، وہ معاشرتی مساوات ہے، سورۂ حجرات میں قرآن پاک صاف صاف اعلان کرتا ہے:

''يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ.''

(الحجرات:۱۳)

ترجمہ:۔''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قوموں اور مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا، تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو۔ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک وہی مشرف ومکرم ہے جو زیادہ متقی وپرہیزگار ہے۔''

اس آیت کے ذریعہ قاعدہ کلیہ بیان ہو رہا ہے کہ کسی شخص کا کسی خاص قبیلہ یا خاندان یا خطہ سے تعلق ہونا کسی فضیلت کا باعث نہیں، اصل چیز تقویٰ ہے۔ چنانچہ اسلامی معاشرے کے چار اجزائے ترکیبی ہیں: ایک یہ کہ اس کائنات کا مقتدر اعلیٰ اللہ کی ذات ہے۔ اور دوسرے یہ کہ انسان اس کا ہمہ وقت بندہ ہے، اس ذات کے سامنے انسان سراپا اطاعت ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ایک مکمل نظام فکر وعمل جو اس حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کے زیر اثر بنے۔ اور چوتھے حقوق وفرائض کی ادائیگی میں جزا وسزا کا تصور۔

قرآن میں ذکر ہے: ''فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ'' (الزلزال:۷،۸) اسی طرح سورۂ حم سجدۃ میں ارشاد ہے: ''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا.'' (حم سجدۃ:۴۶) یعنی جس شخص نے نیک عمل کیا، وہ اس کے اپنے نفع کے لئے ہوگا اور جس شخص نے برا عمل کیا، اس کا وبال اسی کے ذمہ پڑے گا۔''

قانونِ اسلامی کا نظریہ:

وہ تصور جو اسلام معاشرے کی تشکیل کے بارے میں پیش کرتا ہے۔ قانون اسلامی کی طرف نظر ڈالئے، تو اسلامی قانون کا نظریہ مغربی قوانین سے یکسر مختلف ہے۔ مغربی فلاسفہ اور ماہرین قانون اس نظریہ کے حامل نظر آتے ہیں کہ انسانی معاشرہ میں بیک وقت قانون اور اخلاق کے دو معیاری نظام پائے جاتے ہیں، جن کو (Normative Systems) سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس زاویہ نظر کے تحت یہ دونوں نظام بعض مقامات پر ایک دوسرے سے قریب ہوجاتے ہیں اور بعض مقامات پر ایک دوسرے سے نہ صرف یہ کہ ہم آہنگ نہیں ہو پاتے، بلکہ متضاد دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ کانٹ (Kant) نے قانون اور اخلاقیات کے فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قانون (External Conduct) یعنی ہمارے خارجی طرز عمل کو واضع کرتا ہے اور اخلاق (Morality) یعنی ہمارے داخلی طرز

عمل کو متعین کرتا ہے۔ اسی طرح مشہور انقلابی مفکر کیلسن (Kelson) اخلاقی تصورات کو قانون میں سمو دینے کا سخت مخالف ہے۔ اس کے خیال میں اخلاقیات محض ایک موضوعی (Subjective) چیز ہے، اس لئے اس کو قانون کے سائنسی مطالعہ بحیثیت معروضی حقیقت (Objective Fact) کے تحت شامل نہیں کیا جاسکتا۔ کیلسن کی یہ رائے دراصل قانون محض (Pure Law) کے نظریہ پر مبنی ہے، جس کی اصل یہ ہے کہ اخلاق کا قانون سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔

اسلامی قانون کا نظریہ اس سے مختلف ہے۔ اسلامی قانون اپنے اندر مذہبی اور اخلاقی نظام سموئے ہوئے ہے، اس لئے اسلامی قانون کا دائرہ عمل مغربی قوانین کے مقابلہ میں نظریاتی اور عملی دونوں اعتبار سے وسیع تر ہے۔ وہ ایک ایسے ہدایتی اور واجبی (Imperative) عنصر کا مالک ہے جو اپنی ہیئت ترکیبی اور مزاج میں دنیا کے دوسرے قوانین سے منفرد اور ممتاز ہے۔ وہ افراد معاشرہ کے داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں پر یکساں نظر رکھتا ہے۔ شارع علیہ السلام ”اِنَّمَا الأعمال بالنیات“ (بخاری) کہہ کر انسان کے خارجی عمل کو اس کی داخلی نیت کے ذریعہ متعین کرتا ہے اور یہ وہ خصوصیت ہے جس میں دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کا حریف بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

حسن معاشرت:

معاشرے کا سب سے چھوٹا یونٹ ایک خاندان ہوتا ہے، جس میں مرد و عورت میاں بیوی کی حیثیت سے شامل ہوتے ہیں۔ اسلامی قانون ازدواج ایک ایسا قانون ہے جو قوانین تمدن میں سب سے زیادہ اہم اور وسیع الاثر ہے۔ اسلام کا یہ قانون جو سب سے زیادہ معاشرہ پر اثر انداز ہوتا ہے، عدل وتوازن، انصاف و رواداری، اخلاق وعصمت کی محافظت، باہمی محبت ومودت، مقاصد نکاح کے حصول، نجات اخروی، مصلحت عامہ اور انسانی فطرت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ چنانچہ قرآن پاک مرد کو خاندان کا سربراہ قرار دیتا ہے اور ”اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ“ (النساء:۳۴) ”مرد عورتوں پر قوام ہیں“ اور ”لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ“ (البقرۃ:۲۲۸) کہ ”مردوں کو عورتوں پر مرتبہ حاصل ہے“ کہہ کر یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کر رہا ہے کہ خاندانی نظم وضبط، اس کی دیکھ بھال میں مردوں کو اولیت حاصل ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب کچھ مرد ہی ہے، بلکہ مرد کو یہ تلقین کی جاری ہے کہ ”وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“ (البقرۃ:۲۲۸) یعنی ”عورتوں کو بھی (حسن سلوک میں) مردوں پر حق ہے، جیسا کہ مردوں کو ان پر حاصل ہے۔“ مزید صراحت کے طور پر یوں کہا گیا ہے کہ ”عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“ (النساء:۱۹) یعنی ”عورتوں کے ساتھ ہمیشہ قانون شرعیہ کے مطابق نیک سلوک کرو۔“

نفقہ:

انسان طبعاً بخیل واقع ہوا ہے، بعض اوقات اپنے بیوی بچوں پر بھی خرچ کے معاملہ میں اس کی طبیعت میں تنگی پیدا ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی وہ مال کو جمع کرنے کی ہوس میں یا آئندہ غربت کے خوف سے اپنے بیوی بچوں کے نفقہ کا برابر خیال نہیں رکھتا، اسی بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

”لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ“

(الطلاق:۷)

ترجمہ: ”وسعت والے شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی آمدنی کم ہو، اس کو چاہئے کہ اللہ نے اس کو جتنا دیا ہے، اس میں سے خرچ کرے۔“

تعدد ازدواج:

اسلامی قانون ”وَلَا مُتَّخِذِيْ أَخْدَانٍ“ (المائدۃ:۵) کہہ کر اعلانیہ یا چوری چھپے ناجائز تعلقات استوار کرنے والوں کو سخت تنبیہ کرتا ہے۔ وہ ایک سے زائد عورتوں سے نکاح کو عدل پر قدرت کی وجہ سے جائز قرار دیتا ہے، مگر ساتھ ہی یہ تاکید بھی کرتا ہے کہ: ”فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ“ (النساء:۲۹) یعنی ”ایک عورت کی طرف بالکل اس طرح جھک پڑو کہ دوسری عورت گویا معلق رہ جائے“۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا طرز عمل اختیار مت کرو کہ وہ اللہ کی قائم کردہ حدود توڑنے پر مجبور ہو۔

طلاق:

خوش اسلوبی سے رہنے سہنے اور ایک دوسرے کی ضروریات کی تکمیل کی تلقین کے بعد اسلامی قانون ایک ایسی صورت کا بھی ذکر کرتا ہے کہ جب زوجین ایک دوسرے کے ساتھ حسن معاشرت جاری نہ رکھ سکیں اور انہیں یہ خدشہ لاحق ہو کہ وہ اللہ کی قائم کردہ حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو ایسی صورت میں ”فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا“ (النساء:۳۵) کہ ایک فیصلہ کرنے والا شوہر کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان کا ہو، تاکہ مصالحت کرادی جائے اور اگر مصالحت ممکن نہ ہو تو اس صورت میں خلع اور طلاق وتفریق کے احکام موجود ہیں اور اسلام ایسی کوئی پیچیدگی نہیں چھوڑتا، جس کو عدل کے ساتھ حل نہ کیا گیا ہو۔

حضانۃ یعنی پرورش:

طلاق یا تفریق کی صورت میں نابالغ بچوں کی تربیت و پرورش کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی قانون

اس کا متوازن حل پیش کرتا ہے کہ لڑکا سات سال کی عمر تک اور لڑکی بالغ ہونے تک اپنی ماں کے پاس رہ سکتی ہے اور باپ ان بچوں کے نان ونفقہ، تعلیم ورہائش وغیرہ کا ذمہ دار ہوگا۔ دراصل اسلام معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنا اور نیکیوں سے بھر دینا چاہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ "من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔" کہ "جس نے اپنے بڑے کی عزت نہیں کی اور جس نے اپنے چھوٹے کے ساتھ شفقت ومہربانی کا برتاؤ نہیں کیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" یہ ہدایت معاشرہ اور باہمی ربط وسلوک کی ایک محکم بنیاد ہے، تاکہ معاشرہ کے افراد میں ایک دوسرے کے لئے احترام وشفقت موجود ہو اور معاشرہ میں حسن اخلاق رواج پائے۔

اسراف:

معاشرے میں زر یا دولت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، اسلامی قانون "کُلُوْا وَاشْرَبُوْا" (الاعراف:۳۱) یعنی کھانے پینے کی اجازت دیتا ہے، مگر اسراف سے منع کرتا ہے۔ اسراف کا مفہوم عام طور پر فضول خرچی سے کیا جاتا ہے۔ دراصل اسراف قدر ناشناسی کا دوسرا نام ہے، یعنی ایک معتدل اندازے سے زیادہ خرچ کرنا، چنانچہ اگر کسی نے اپنی سفاہت یعنی کم عقلی کے سبب اسراف کا ارتکاب کیا ہو تو اسلامی قانون کے تحت اس کے مالی تصرفات پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ یہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے، حنفی مسلک میں اس کی گنجائش نہیں۔

وصیت ومیراث:

مالی ومعاشرتی امور میں مزید استحکام پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ وصیت ومیراث کا اسلامی قانون موجود ہے کہ جس میں ہر مسلمان کو اپنے ترکہ کی ایک تہائی کی حد تک کسی غیر وارث کے حق میں وصیت کرنے کا مجاز قرار دیا گیا ہے۔ اُس کے بعد تمام ورثاء کے حصے قرآن پاک اور حدیث نبوی ﷺ کے ذریعہ متعین کیے گئے ہیں، تاکہ دولت کے ارتکاز یا غیر منصفانہ تقسیم سے انسانی معاشرہ میں جو مفاسد پیدا ہوسکتے ہیں، اُن کا ازالہ کیا جاسکے اور آپس میں محبت وتعلق کا رشتہ منقطع نہ ہونے پائے۔

پڑوسیوں کے حقوق:

خاندانی زندگی کے لئے معاشرہ کے ایک چھوٹے مگر بنیادی یونٹ سے متعلق اسلامی قوانین کی طرف یہ چند اشارے ہیں۔ گھر یا خاندان سے باہر کسی شخص کا واسطہ اس کے پڑوسی سے پڑے گا۔ پڑوسی کے جو حقوق اسلام بیان کرتا ہے، شاید ہی کسی دوسرے معاشرے میں اس کی نظیر ملے۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ پڑوسی کا حق شفعہ اسلامی قانون کی عمدگی کی ایک واضح مثال ہے۔

حلال روزی:

ایک وسیع معاشرہ کے فرد ہونے کی حیثیت سے انسان کا سب سے پہلا قدم کسب معاش کا ہوتا ہے۔ حلال روزی کمانے پر اسلام اور اس کا قانون بے حد زور دیتا ہے، قرآن واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ "اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" (البقرۃ:۲۷۵) کہ "اللہ نے بیع یعنی خرید وفروخت کو حلال قرار دیا اور سود کو حرام۔" جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اپنی قبروں سے حشر کے دن اس طرح اٹھیں گے، جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جس کو آسیب نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ یہ ایک اہم ترین اقتصادی ضابطہ ہے، جس پر اسلامی معیشت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

قرض کی ادائیگی:

اسلام قرضوں کی ادائیگی کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔ اول تو اس بات کی طرف راغب کرتا ہے کہ قرض ہی مت لو، یہ تمہاری اقتصادیات کو گھن کی طرح چاٹ جائے گا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ رات کو بھوکے سوئے رہنا اس سے بہتر ہے کہ جب تم صبح کو اٹھو تو تمہاری گردن پر کسی کا قرض ہو۔ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے دریافت فرمالیتے تھے کہ میت پر کوئی قرض تو نہیں؟ مراد یہ تھی کہ اگر ہے تو فوری ادا کردیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کسی شخص پر کوئی قرضہ ہے اور وہ اس کو ادا کئے بغیر مرگیا تو یہ قرضہ اس میت اور جنت کے بیچ میں ایک آڑ اور رکاوٹ بن جاتا ہے، اسی لئے اسلامی قانون میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے، حتیٰ کہ سورۂ نساء میں جہاں قرآن پاک میت کے ترکہ کی ورثاء میں تقسیم کا ذکر اور ان کے حصے بیان کرتا ہے، وہاں بار بار یہ پابندی بھی عائد کرتا ہے کہ ورثاء میں ترکہ کی تقسیم سے پہلے اس میں سے میت کے ذمہ واجب الادا قرضے ادا کئے جائیں۔

امانت کی واپسی:

قرضوں کی ادائیگی کی طرح امانتوں کو ان کے حق داروں تک پہنچانے کا بھی حکم ہے: "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔" (النساء:۵۸) یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت تک پہنچا دو۔ پھر ذکر ہے: "لَاتَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ" (الانفال:۲۷) یعنی "تم اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ خیانت مت کرو، اور امانتوں میں بھی خیانت مت کرو" ایک اور حکم دوسروں کا مال ناحق کھانے کے متعلق ہے کہ "وَلَاتَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ" (البقرۃ:۱۸۸) کہ "آپس کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ" اس میں رشوت کے حرام ہونے کی وضاحت ہے۔

(جاری ہے)

خوشخبری الحمد للہ ...... فتاوی محمودیہ کی شان دار مقبولیت کے بعد

ارباب فتویٰ، اہل علم اور طالبانِ علومِ نبوت کے لیے
ایک اور عظیم الشان علمی و فقہی شاہکار

مفتی اعظم ہند
حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
کے ہزاروں فتاویٰ کا مجموعہ

کفایت المفتی
مع اضافات جدیدہ

جدید تحقیق، تخریج اور تعلیق

14 ضخیم جلدوں میں

زیر سرپرستی
شیخ الحدیث حضرت مولانا
سلیم اللہ خان صاحب زید مجدھم
رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی

اب منظر عام پر!

زیر نگرانی دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

امتیازی خصوصیات

- **تخریج**: ہر مسئلہ کی امہات کتب کے متداول نسخوں سے تخریج
- **تبویب**: متفرق و منتشر مسائل کی بطرز فقہی کتب و ابواب، جدید تبویب و ترتیب
- **تحقیق و تعلیق**: عرف، مخصوص حالات یا مقام کی وجہ سے غیر مفتیٰ بہ اقوال پر دیے گئے فتاویٰ کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانے میں مفتیٰ بہ قول کی تصریح
- **مراجعت و تصحیح**: کفایت المفتی کے ہر سوال و جواب کا قدیم ہندوستانی نسخے کے ساتھ مکمل موازنہ و تصحیح
- **اضافہ رسائل**: مجموعہ کفایت المفتی میں کثیر تعداد میں شامل رسائل، متعلقہ باب میں مستقل رسالے کی صورت میں

دیگر خصوصیات

1. تدوین فقہ و فتاویٰ سے متعلق تفصیلی مقدمہ
2. سوانح مفتی اعظم ہند
3. جامع اور مختصر عنوانات
4. علامات ترقیم کے برمحل استعمال کا خوب اہتمام
5. ہر تخریج طلب مسئلہ میں کم از کم تین حوالہ جات
6. مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت
7. ہر سوال با نمبر، ہر صفحے کے مستقل حواشی
8. کمپیوٹر کی معیاری و خوب صورت کتابت، سفید معیاری کاغذ، مضبوط جلد، اضافی پلاسٹک کور اور امپورٹڈ، مضبوط لیمینیشن کے ساتھ خوب صورت کارٹن میں

فوری رابطہ کے لیے
ادارہ الفاروق کراچی جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر 75230، پاکستان
Tel:+92-21-34599167
Fax:+92-21-34571525
Email: info@farooqia.com

حج میں خواتین کی چند کوتاہیاں

مسز خورشید

اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے کہ دوبارہ مکہ شریف اور مدینہ شریف جانے کا شرف حاصل ہوا، اس دوران کچھ ایسی کوتاہیاں نظر آئیں جنہیں دیکھ کر بہت افسوس ہوا، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ حج اور عمرے کے مسائل سیکھ کر نہیں جاتے، یا سیکھتے بھی ہیں تو بہت لاپروائی سے عمل کے وقت ان کا استحضار ہی نہیں ہوتا، ایک صاحبہ سے ملاقات ہوئی، دوران گفتگو پتہ چلا کہ وہ احرام کی حالت میں رومال پر ہی مسح کرتی رہیں جبکہ وضو کے لئے اس رومال کو اتار کر مسح کرنا ہوتا ہے، اور پھر رومال اسی طرح باندھ لیا جاتا ہے، ان بے چاری کو جب پتہ چلا تو زار و قطار رونے لگیں۔ اس طرح کی بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کا علم نہ ہو تو عبادات ضائع ہوجاتی ہیں اور خبر تک نہیں ہوتی۔ مثلاً اکثر خواتین کو دیکھا کہ نماز میں سجدہ بالکل مردوں کی طرح ادا کرتی ہیں یعنی پیر پیچھے نکال لئے اور مردوں جیسے ہیئت اختیار کرلی، جب کہ عورتوں کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ میری اپنی بہنوں سے درخواست ہے کہ حج اور عمرے کے دوران تو خصوصاً اور عمومی طور پر ویسے بھی نماز کو سنت طریقہ سے واجبات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر آرام آرام سے ادا کرنا چاہئے تاکہ قبولیت کا درجہ حاصل ہو، ورنہ یہ نماز روز قیامت پرانے کپڑے میں لپیٹ کر منہ پر ماردی جائے گی۔

آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ میں دوسروں کی خامیاں دیکھتی رہی، اپنی نمازوں کی فکر نہیں کی؟ تو میری بہنو! میرا مقصد کسی کو حقیر جاننا یا کسی کی دل آزاری ہرگز نہیں بلکہ میرا مقصد تو اصلاح ہے۔ ہمارے محلہ میں مدرسہ تھا جس میں ہماری باجی ضعیف عورتوں کو بھی سجدہ، رکوع عمل کرکے سکھاتی تھیں، ان سے ہم نے بھی سیکھا تھا، بس اب یہی فکر رہتی ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی اور بہنیں بھی نمازوں کو بلکہ پورے دین کو سیکھ کر عمل کرنے والے ہوجائیں اور پھر حج تو ایسا رکن ہے کہ عمر بھر میں ایک بار ہی فرض ہے اور اکثر لوگوں کا ایک ہی بار جانا ہوتا ہے، اسی لئے حاجیوں کو تو خصوصی طور پر حج کے تمام مسائل اہتمام سے سیکھ کر جانا چاہئیں۔ ایک بیان میں سنا تھا کہ اکثر حاجی ایک سیر ایمان لے کر جاتے ہیں اور ایک تولہ ایمان واپس لے کر آتے ہیں تو میری سمجھ میں اس وقت یہ بات نہیں آئی تھی کیونکہ خود تو کبھی گئے نہیں تھے لیکن جب وہاں پہنچے اور یہ سب کچھ دیکھا تو اندازہ ہوا کہ واقعی ایسی ایسی حماقتیں اکثر خواتین کرتی ہیں کہ ایک تولہ ایمان بھی لے کر واپس آجائیں تو خیر کا معاملہ سمجھنا چاہئے۔ بات وہی ہے کہ اگر سیکھ کر جایا جائے تو اس سب سے بچا جاسکتا ہے مگر دل میں طلب ہو تب ناں! ہم خواتین تو حج اور عمرے کے مسائل سیکھنے کے بجائے جانے سے پہلے سارا وقت کپڑوں کی تیاری میں ہی اور مختلف فضول کاموں میں ہی لگادیتی ہیں، اصل مقصد سے لاپرواہی رہتی ہے۔

دوسری اہم بات ہمارے ایک بزرگ فرمارہے تھے کہ پہلے ادب آیا پھر دین آیا، لیکن دلوں سے ادب ہی نکل گیا..... نہ علم کا، نہ بزرگوں کا، نہ والدین کا، پھر دین اور علم کیسے بے ادبوں کے پاس آئے گا، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے گدھوں کو بھی خشکا کھلادیتے ہیں، ایسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکہ اور مدینہ پہنچ جاتے ہیں جن کے دل میں قرآن شریف کا ذرا بھی ادب نہیں، میرا آنکھوں دیکھا حال ہے کہ چند مستورات بیٹھی تلاوت کررہی تھیں مسجد الحرام میں..... ایک خاتون کو کسی کام سے اٹھنا پڑا تو وہ قرآن شریف ایک پرس کے اوپر رکھ کر چلی گئیں..... اتنے میں ایک خاتون عجلت میں آئیں، رکھے ہوئے قرآن شریف کو پھلانگ کر چل دیں، ہائے میں تو حیرت اور خوف سے دیکھتی رہ گئی کہ کیا انہیں قرآن شریف رکھے نظر نہ آئے؟

ایک خاص بات یہ کہ جن خواتین کے ساتھ چھوٹے بڑے بچے بچیاں ہوتی ہیں تو خدا کے لئے ان کے لباس کا بھی پورا اہتمام کرنا چاہئے، پردہ اگر نہیں کرارہی ہیں تو کم از کم جسم پر لباس تو ادب کے دائرے میں ہو، ایک خاتون کو میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ مختلف عمر کی بچیاں تھیں، بلکہ بچیاں نہیں ان کے قد وغیرہ دیکھ کر انہیں لڑکیاں کہنا چاہئے، میں نے ان کا لباس دیکھا تو سخت رنج ہوا، دل چاہ رہا تھا کہ کہیں ان کی اماں کو پکڑ کر پوچھوں کہ آپ لڑکیوں کو کیا کراچی کے کسی پارک میں لائی ہیں؟... ان کا لباس مسجد نبوی میں بیٹھنے کے قابل ہرگز نہیں تھا۔ دس گیارہ سال کی لڑکی نے تنگ فراک پہن رکھا تھا اور دوپٹہ غائب تھا۔

آستین کے نام پر دو ڈوریاں دونوں کندھوں پر تھیں، مجھے بڑا رونا آیا کہ دیار نبی اور خاص پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور یہاں ایسا نامناسب لباس!.... اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ اس لئے درخواست ہے کہ اگر بچے ساتھ ہیں، چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، جگہ کے تقدس کو مدنظر رکھ کر پورا لباس پہنانا چاہئے۔

ایک بات یہ کہ مقدس جگہوں پر جاتے ہوئے چپل کے لئے تھیلی بھی ساتھ لے جائیں، بے ادبی تو ہے ہی، بُرا بھی لگتا ہے کہ چپل ہاتھ میں لئے آپ ادھر ادھر گھوم رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ نمازوں کو سیکھ کر جائیں اور بچوں کو آداب پہلے سے سکھانے شروع کردیں ورنہ کم از کم رہائش پر کسی ذمہ دار کے پاس چھوڑ کر آئیں تاکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہو۔

الحمدللہ! بعض خاندان اس اہتمام سے آتے ہیں کہ طبیعت دیکھ کر خوش ہوجاتی ہے اور دل سے ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں، بعض بچیاں دیکھیں کہ بالکل چھوٹی مگر انہوں نے بھی اسکارف پہنے ہوئے تھے۔ ہم سب جو وہاں پہنچتے ہیں تو ہم سب اللہ کے مہمان ہیں، ہمیں اللہ نے بلایا ہے، محبت سے ہم کو دیکھا ہے جب ہی تو ہم کو بیت اللہ کے سامنے لا بٹھایا ہے، تو اللہ کے گھر میں بیٹھ کر اس کی نافرمانی کی جائے، یہ کتنی شرم کی بات ہے.... پھر مدینہ منورہ، پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے شہر میں ہم بیٹھے ہوں مگر لباس ہمارا نبی کے دشمنوں کا ہو تو کیسی بے اعتنائی کی بات ہے؟.... کیا اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب دیں گے یا ہمیں دیکھ کر منہ پھیر لیں گے؟ یہ کتنے خطرے کی بات ہے! اللہ ہم سب کو اپنے احکامات کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کے مطابق پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆☆

صحن حرم میں!

گورے آئے ہیں، کالے آئے ہیں
سب یہاں بخت والے آئے ہیں
صبح صادق کی طرح سے اوڑھے
نوری نوری دوشالے آئے ہیں
یہ کفن پوش پیکر تسلیم
گردنیں اپنی ڈالے آئے ہیں
اپنا سب کچھ نثار کرنے کو
مصطفی ﷺ کے جیالے آئے ہیں
چھاؤنی بن گیا ہے صحن حرم
عاشقوں کے رسالے آئے ہیں
اپنے اپنے گھروں سے دیوانے
بے خودی کے نکالے آئے ہیں
در جاناں پہ پھوڑنے کے لئے
دل جلے لے کے چھالے آئے ہیں
اللہ اللہ جمال محمل دوست
تیرگی میں اجالے آئے ہیں
مالک الملک اے رحیم و کریم
تیری شفقت کے پالے آئے ہیں
چشم نادم برس رہی ہے نفیسؔ
خشک ہونٹوں پہ نالے آئے ہیں

حضرت شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

اک اور نیا ہنگامہ

عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

آج کل عالمی میڈیا میں اسلام مخالف ایک ایسی فلم کا تذکرہ بڑے زوروشور سے جاری ہے جو امریکا میں بنائی گئی ہے اور اسے جون کے آخر میں ایک چھوٹے سے سینما گھر میں دکھایا گیا، بعد میں اس کے کچھ ٹکڑے یوٹیوب پر پوسٹ کیے گئے اور پھر اس کا عربی میں بھی ترجمہ کیا گیا، اس فلم کا نام ''مسلمانوں کی معصومیت'' ہے اور اسے سب سے پہلے یکم جولائی کو آن لائن پوسٹ کیا گیا۔

یہ فلم ایک ایسے جرائم پیشہ شخص نے بنائی ہے جسے پہلے ایک اسرائیلی نژاد امریکی یہودی بتایا جارہا تھا لیکن اب یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ ایک مصری قبطی عیسائی ہے اور امریکا میں اس کا مجرمانہ ریکارڈ ہے، این بی سی نیوز کے مطابق اس شخص کا نام نکولا باسیلے نکولا ہے اور اس پر امریکا کی ایک عدالت میں دھوکہ دہی کے ایک کیس میں جرم ثابت ہوچکا ہے، انیس سو نوے کی دہائی میں منشیات سے متعلق جرائم میں وہ دو مرتبہ جیل جاچکا ہے۔

امریکا میں بننے والی ''مسلمانوں کی معصومیت'' کے عنوان سے ریلیز کردہ اس فلم میں اسلام کو نائن الیون کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے، اس فلم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی ہے، دو گھنٹے دورانیے کی اس فلم پر پچاس لاکھ امریکی ڈالر لاگت آئی ہے۔ فلمساز کے مطابق یہ تمام رقم امریکا اور یہودیوں سے لی گئی ہے۔

اس توہین آمیز، شرانگیز اور گستاخانہ فلم کے خلاف دنیا بھر میں احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ مصر، تیونس، لیبیا، پاکستان، سوڈان میں امریکی سفارت خانوں پر حملے ہوئے، لیبیا میں امریکی سفیر کرسٹوفر سٹیونز اور تین امریکی اہلکاروں ہلاک ہوگئے، ان حملوں کے بعد امریکا نے اپنا سفارتی عملہ دیگر ممالک میں شفٹ کرنا شروع کردیا اور سفارت خانوں کی سکیورٹی بڑھانے کا حکم دے دیا، امریکی صدر باراک اوباما نے کہا کہ اس واقعہ کے ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں لائیں گے اور اقوام متحدہ نے بھی حسب روایت امریکی منشا کے عین مطابق اس فلم کے ردعمل کی مخالفت کی ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کا یہ ردعمل فطری اور مطالبہ جائز و برحق ہے کہ حقوق انسانی کی عالمی تنظیمیں اور آزادی اظہار کے عالمی مبلغین شرپسندوں کی ان لائق مذمت، نازیبا و گستاخانہ حرکات بند کروائیں اور اخلاق باختہ ذہنیت پرمبنی گستاخانہ فلم کے تمام کرداروں کے خلاف عالمی قوانین کے مطابق کارروائی کی جائے، اسلام سمیت دنیا کا کوئی بھی مذہب کسی مقدس شخصیت کی توہین کی اجازت نہیں دیتا، یہ فلم کینہ پرور اور بیمار ذہنیت کے لوگوں کی اسلام دشمنی اور تعصب کا واضح ثبوت ہے، یہ انسانی حقوق اور آزادی اظہار نہیں بلکہ عالمی حقوق کی سنگین پامالی ہے، اسلام مخالف اس فلم سے امریکا کے عزائم کھل کر سامنے آچکے ہیں اور نام نہاد بین المذاہب کے لیے کام کرنے والے طاغوت کا اصل چہرہ کھل کر سامنے آچکا ہے۔

امریکا ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے، اس طرح کے اقدام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امریکا کی جنگ دہشت گردی کے خلاف نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے، اس حوالے سے لیبیا، تیونس، سوڈان، مصر، پاکستان اور ایران کی عوام کا ردعمل اور اظہار درست ایمانی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان حکمران امریکی اتحاد اور اس کی غلامی سے باہر نکل آئیں اور امریکا سے ہر طرح کا تعاون اور تعلقات ختم کردیں کیوں کہ ایسے دشمن اسلام ملک کے ساتھ کسی طرح کے تعلقات رکھنا ایمانی تقاضوں کے منافی ہے۔

اسلام کے خلاف امریکا میں بننے والی توہین آمیز فلم پر بہت سے لوگوں نے بہت سی باتیں کہی ہیں لیکن انڈونیشیا کے ایک عالم نے جو کہا ہے وہ توجہ کا طالب ہے۔

''امیدان شبیرا ملک کی علما کونسل سے وابستہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ فلم ساز کا مقصد لوگوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا تھا۔ ''دنیا بھر میں مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے، لیکن لوگوں کو صبروتحمل سے کام لینا چاہیے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی عظمت اور شان اس توہین سے کم نہیں ہوجائے گی!''

ماضی کی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں یا تو دانستہ طور پر اسلام یا پیغمبر اسلام کی توہین کی کوشش کی گئی

ہے یا اظہار خیال کی آزادی کے نام پر ایسا مواد شائع کیا گیا ہے جو مسلمانوں کو گراں گزرا ہے، ڈنمارک میں پیغمبر اسلام کے خاکوں کی اشاعت اس کی ایک مثال ہے، وجہ جو بھی رہی ہو مسلم دنیا میں ہمیشہ تقریباً یکساں ردعمل سامنے آتا رہا ہے، لوگ سڑکوں پر اترتے ہیں، شعلہ بیان مقرر کبھی امریکا اور کبھی باقی مغربی دنیا کے انسانیت کش اور اخلاق سوز اقدام کو آشکارا کرتے ہیں اور اس کے بعد تشدد میں کچھ عام لوگ مارے جاتے ہیں، کچھ دن بعد بات پرانی ہوجاتی ہے لوگ اپنے معمولات زندگی میں پھر مصروف ہوجاتے ہیں، توہین آمیز مواد بھی بھلا دیا جاتا ہے اور جو مرتے ہیں، لوگ انہیں بھی بھول جاتے ہیں۔

بنیادی سوال یہ ہے کہ سلمان رشدی کی کتاب سے لے کر ماضی قریب کے متنازع واقعات تک، نقصان کس کا ہوا ہے؟ اور کیا کبھی ہتک اسلام کے الزام کا سامنا کرنے والوں یا ان کے خلاف تشدد پر اترنے والوں میں سے کسی نے سامنے آکر یہ بھی کہا ہے کہ 'ہاں مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔' اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کوئی نظریاتی بحث یا لڑائی نہیں ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کا نظریہ سمجھنے یا بدلنے کی کوشش کررہے ہوں، بس بات صرف اور صرف اتنی ہے کہ کچھ لوگ اسلام اور اس کی عین فطری تعلیمات کو پسند نہیں کرتے۔

مغربی دنیا کی اس مذموم حرکت کا مقصد مسلمانوں کو ذہنی انتشار کا شکار بنانا ہے، امریکا اور دیگر اسلام دشمن عناصر کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کے سامنے ایسے مسائل کھڑے کیے جائیں جن سے وہ مشتعل ہوں اور پھر اپنے اتفاقی اور بنیادی مقاصد کو پس پشت ڈال دیں تاکہ یہ غیر مسلم عناصر اسلام دشمنی کے لیے اپنی راہیں اور ہموار کرسکیں، حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے ذہنوں کو ان سازشوں سے ہٹائے رکھنے کے لیے ایسے دل آزار پلان تسلسل سے جاری رکھے جاتے ہیں جن سے متاثر ہوکر طبعی طور پر مسلمان مغلوب الغضب ہوجاتے ہیں، غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ۲۰۰۱ء سے اب تک شان رسالت میں تحریر و تقریر اور تصویر کے ذریعہ عالمی سطح پر دسیوں بار تحریک چلائی گئی ہے، منافق صفت مسلمان دانشور، صحافی، عیسائی مفکرین اور ادباء اخبارات و رسائل اور مضامین و کتب کے ذریعہ دل آزاری میں مصروف ہیں، سلمان رشدی سے لے کر تسلیمہ نسرین تک ہر اس ادیب قلمکار، دانشور کی امریکا و یورپ میں پذیرائی ہوتی ہے اور حمایت کی جاتی ہے جو مسلمانوں کو اذیت سے دوچار رکھنے میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا ساتھ دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی دل آزاری کا سلسلہ قائم ہے اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر صورت میں مسلمانوں کو ذہنی انتشار اور خوف میں مبتلا رکھا جائے تاکہ ان میں بیداری نہ پیدا ہو، یا اپنے کو متحد نہ کرسکیں جس دن ان کو ذہنی سکون مل جائے گا اور یہ قوم ایمانی طور پر بیدار ہوجائے گی، تو پھر امریکا و یورپ کی تمدنی، اقتصادی علمی بالادستی کا چراغ گل ہوجائے گا۔

یہ امر مسلم ہے کہ مخالفین و معترضین کی طرف سے اذیت آمیز، تکلیف دہ کلمات برابر سننا پڑیں گے، ان کی عداوت و نفرت کے تیر مسلسل سہنے پڑیں گے اور اسلام کے روشن چراغ کو گل کرنے کی سازش قیامت تک ہوتی رہے گی۔

ستیزہ کار رہا ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان مایوسی اور خوف کی فضا میں گھٹ گھٹ کر جینے کے بجائے اپنے شاندار ماضی کی شاندار روشن تاریخ کو یاد کریں اور یقین کرلیں کہ اسلام اور مسلمان نیست و نابود ہونے والا مذہب اور قوم نہیں ہاں حالات بدتر ہیں لیکن مایوس کن اور حوصلہ شکن حالات ہی تو مسلمانوں کو بیدار رکھتے ہیں، ہم کو زیادہ سے زیادہ رجوع الی اللہ کرنا چاہئے اس لیے کہ وہی قادر و قہار آقا اسلام دشمن طاقتوں کو نیست و نابود کرسکتا ہے۔ اشتعال میں آنے کے بجائے خاموشی اور سنجیدگی سے پرامن طریقے پر اپنے غم و غصہ کا اظہار کرنا چاہئے، اور دینی اعمال میں پہلے سے بھی زیادہ رسوخ پیدا کرنا چاہئے، تخریبی کارروائیوں سے بچتے ہوئے تعمیری اور دینی و ملی مفاد کے کاموں میں مصروف ہونا چاہئے تاکہ دشمنان اسلام اپنے منہ کی کھائیں۔

پوری دنیا میں مسلمان احتجاج کررہے ہیں شیدائیان رسالت اپنی اپنی محبتوں کا اظہار کررہے ہیں، ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے حکومت وقت کے برسر اقتدار آنے میں ہم مسلمانوں کا بھی تعاون شامل ہے ایک جمہوری ملک کے باشندے ہونے کے ناطے حکومت سے ہمیں یہ اپیل کرنی چاہئے کہ وہ امریکی حکومت سے اپنے سفارتی تعلقات اور روابط ختم کرے اور ملک کی اقلیت مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے اس پر امریکی حکومت معافی مانگے یہ ہمارا قانونی حق ہے، ہمیں اس کا استعمال کرنا چاہئے۔

اسی طرح ایسے حالات میں مسلمانوں کا دینی فریضہ بنتا ہے کہ وہ اپنے دین میں اور پختہ تر ہوجائیں، ان یہود و نصاریٰ کو دین حق سے کوئی سروکار نہیں انھیں تو بس اپنا دنیوی مفاد ہی مقصود ہے اور اسی کے لئے یہ تمام تر کوششیں ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ آج مسلمان ان کی فریب کاریوں کو محسوس کریں اور اللہ کے عطا کردہ نظام یعنی اسلام اور قرآن کو ہی اپنے لئے لائحہ عمل بنائیں اسی میں پوری امت کی فلاح و نجات ہے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ☆☆

جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کا تعاقب!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ کے سابق سربراہ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ جنوبی افریقہ (کیپ ٹاؤن) قادیانی مقدمہ میں اہل اسلام کی معاونت کے لئے تشریف لے گئے، واپسی پر روزنامہ جنگ کراچی کے ملتان میں نمائندہ جناب خان رضوانی نے آپ سے انٹرویو لیا، جو اخبار جہاں کی اشاعت ۱۰ تا ۱۶؍دسمبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ انٹرویو لینے والے اور انٹرویو دینے والے دونوں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے، تاہم ان کی یادوں کو دل میں بسانے والے کے لئے یہ معلومات افزا ہے۔ (ادارہ)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قادیانیوں کے لاہوری گروپ نے جنوبی افریقہ میں مقدمہ دائر کرکے اپنے لئے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جو ناکام رہی، عدالت نے ان کی درخواست خارج کردی اور اس حکم امتناعی کی توثیق نہ کی جو عارضی طور پر جاری کیا گیا تھا، جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں ''انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور'' (قادیانیوں کی لاہوری شاخ) نے سپریم کورٹ میں جنوبی افریقہ کے دینی راہنماؤں کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا اور اپنی درخواست میں الزام لگایا تھا کہ یہ راہنما جماعت احمدیہ کے ارکان کو غیرمسلم قرار دیتے ہیں، مسجدوں میں عبادت اور نماز کی ادائیگی سے روکتے ہیں اور اپنے قبرستانوں میں ہمارے مردوں کی تدفین کی اجازت نہیں دیتے۔ عدالت سے درخواست کی گئی کہ مسلمانوں کو ان اقدامات سے روکا جائے۔ چنانچہ اس درخواست پر سپریم کورٹ نے ۶؍اگست تک عارضی حکم امتناعی جاری کردیا تھا، لیکن بعد میں اس کی تاریخ میں ۹؍ستمبر تک توسیع کردی گئی تھی۔ مدعا علیہم اور جنوبی افریقہ میں دارالعلوم واٹر فال کے مہتمم مولانا مفتی محمد ابراہیم سنجالوی اور ڈربن کے ڈاکٹر حبیب الحق ندوی نے حلفی بیانات داخل کراکے مرزائیت کی تاریخ، مرزا غلام احمد قادیانی کی اصلیت اور عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت اور تشریح بیان کی اور یہ واضح کیا کہ احمدیوں کے قادیانی اور لاہوری گروپوں کا ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

لاہوری مرزائیوں کے اس دعوے اور مقدمے کی بازگشت پاکستان میں بھی سنائی دینے لگی، جب کہ جنوبی افریقہ کے مسلمانوں نے اس مقصد کے لئے پاکستان کے عمائدین اور اہم شخصیات اور دینی راہنماؤں سے رابطہ قائم کیا۔ اس مقدمے میں ۹؍ستمبر ۱۹۸۲ء کی تاریخ اس لئے اہم تھی کہ اس روز حکم امتناعی کی توثیق اور عدم توثیق کا فیصلہ ہونا تھا اور اس پر مقدمے کی مزید کارروائی اور سماعت کا دارومدار بھی تھا۔ چنانچہ پاکستانی مسلمانوں کی طرف سے ایک وفد ترتیب دیا گیا جس نے جنوبی افریقہ کی عدالت میں جاکر مسلمانوں کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت بھی کی اور عالم اسلام کا موقف بھی پیش کیا کہ قادیانی کیونکر کافر قرار دیئے گئے ہیں۔ پاکستان کا جو وفد ترتیب دیا گیا تھا وہ ریٹائرڈ جسٹس محمد افضل چیمہ، پاکستان کے سابق اٹارنی جنرل حاجی غیاث محمد، شریعت کورٹ کے جج مولانا محمد تقی عثمانی، سابق ایم این اے مولانا ظفر احمد انصاری، سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ، انوار احمد قادری ایڈووکیٹ، مفتی زین العابدین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے رہنما مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور شعبۂ تبلیغ کے سربراہ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ پر مشتمل تھا، جبکہ مولانا ظفر احمد انصاری کے ساتھ ان کا ایک خادم بھی شریک سفر تھا۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ جنوبی افریقہ سے واپس ملتان پہنچے تو میں نے اس مقدمے کی روئیداد جاننے کے لئے ان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں رابطہ قائم کیا۔ دفتر ہی میں ان سے ایک طویل نشست میں اس سلسلے میں گفتگو ہوئی۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے بتایا کہ جنوبی افریقہ کے ایک تاجر نے مولانا احترام الحق تھانویؒ کے توسط سے کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر اور کراچی کے امیر حاجی لال حسین سے ملاقات کی تھی جب کہ جنوبی افریقہ کے مسلمانوں نے ''رابطہ عالم اسلامی'' سے بھی رابطہ قائم کیا اور پھر حکومت پاکستان نے بھی اس مقدمے میں بھرپور دلچسپی لی۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے جنوبی افریقہ روانگی سے قبل وفد کے ارکان سے ملاقات کی، ہمیں راولپنڈی بلایا گیا تھا، اتفاق سے ان دنوں میں ملتان میں نہیں تھا، اس لئے

اس اجلاس میں شریک نہیں ہوسکا، حاجی لال حسین نے کراچی سے پیغام دے کر مجھے پہلے ہی پاسپورٹ بنوانے کے لئے کہہ دیا تھا اور میں نے اپنے سفر کے سلسلے میں ضروری کاغذات حاجی لال حسین کو بھجوادیئے تھے، چنانچہ صدر مملکت کی طرف سے طلب کردہ اجلاس سے قبل میں جنوبی افریقہ جانے کے لئے تیار ہوچکا تھا۔ پیشتر ازیں اگرچہ اپنے طور پر مولانا احترام الحق تھانوی، یحییٰ بختیار اور مجھے (عبدالرحیم اشعر) جنوبی افریقہ جانے کے لئے کہا گیا تھا، لیکن پھر حکومت پاکستان کی سرپرستی اور دلچسپی نے ہماری تمام مشکلات آسان کردیں۔ جنوبی افریقہ کے مسلمانوں اور مولانا مفتی زین العابدین فیصل آبادی کی مساعی سے جنوبی افریقہ میں ویزے کا مسئلہ حل کرلیا گیا تھا۔ مولانا مفتی زین العابدین اور مولانا محمد تقی عثمانی پیشتر ازیں بھی کئی بار جنوبی افریقہ کے تبلیغی دورے کرچکے تھے۔ پھر دارالعلوم واٹر فال کے مہتمم مولانا ابراہیم سنجالوی سے ان کا رابطہ قائم تھا۔ کراچی میں حاجی لال حسین کے علاوہ طارق نذیر بھی جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کے مقدمے میں پاکستانی وفد بھیجنے کے سلسلے میں پیش پیش تھے اور اس وقت یہ خیال نہیں تھا کہ حکومت پاکستان ہمیں تمام سہولتیں فراہم کرے گی، لیکن صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم کی ذاتی دلچسپی اور حکومت پاکستان کی اعانت نے ہمارے سفر کے مسائل کو حل کردیا۔

اسلام آباد میں وزارت قانون کے پاس اس دعوے کی نقل موصول ہوچکی تھی جو قادیانیوں نے کیپ ٹاؤن کی عدالت میں دائر کیا تھا، چنانچہ ہمارے وفد کے ارکان نے اس کا جواب تیار کرلیا تھا اور مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ عدالت میں ریفرنس کے طور پر پیش کرنے کے لئے ردقادیانیت سے متعلق تمام کتابیں ساتھ لے کر جاؤں۔ صدر مملکت نے وفد کے ارکان کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ قادیانیوں کے اس مقدمے کا بھرپور دفاع ہونا چاہئے اور اس سلسلے میں ہمیں جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی پوری مدد کرنی چاہئے۔ چنانچہ ہم نے پاکستان ہی میں مقدمے کے دفاع کے لئے قانونی حوالے اکٹھے کرلئے تھے۔ اس سلسلے میں سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ لاہور اور حاجی غیاث محمد سابق اٹارنی جنرل نے کافی محنت کی، انہوں نے لاہور میں مجھے بھی بلوایا تھا اور رات گئے تک مقدمے کے مختلف پہلوؤں پر تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے بتایا کہ مولانا ظفر احمد انصاری کی قیادت میں ہمارا وفد ۵ر ستمبر کو روانہ ہوا، روانگی سے قبل ہمارے وفد کے ارکان نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ ہماری پہلی منزل نیروبی تھا، جہاں پاکستان کے سفیر اور سفارت خانے کے عملہ اور دیگر افراد نے ہمیں ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی۔ نیروبی سے ٹیلیفون کے ذریعے جنوبی افریقہ کے مسلمان قائدین سے رابطہ قائم کیا گیا اور ان سے ویزے کے اہتمام کے سلسلے میں بات ہوئی تو انہوں نے وفد کے ارکان کے ویزوں کا فوری طور پر بندوبست کیا اور ہمیں بتایا کہ جنوبی افریقہ کے شمالی شہر "جوہانسبرگ" کے ہوائی اڈے پر ویزے فراہم کردیئے جائیں گے۔ چنانچہ ہم نیروبی سے ایک ہزار میل کی فضائی مسافت طے کرکے شام کے وقت پہنچ گئے تھے۔ جنوبی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے ایک اہم مرکز دارالعلوم واٹر فال کے مہتمم مولانا محمد ابراہیم سنجالوی اور وہاں کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہوائی اڈے پر ہمارے استقبال کے لئے موجود تھی اور ہمیں وہاں کے مسلمان کاروں کے جلوس کے ساتھ دارالعلوم واٹر فال لے گئے، رات کو ہمارا قیام اس دینی درسگاہ میں رہا۔ جوہانسبرگ ہی کے ایک مسلمان ایڈووکیٹ تقی اسماعیل محمد بھی قادیانیوں کے مقدمے میں مسلمانوں کی نمائندگی کررہے تھے، چنانچہ ۸ر ستمبر کو صبح جوہانسبرگ سے جنوبی افریقہ کے جنوبی شہر کیپ ٹاؤن کے لئے روانہ ہوئے اور ایک ہزار میل کی فضائی مسافرت کے بعد ہم دوپہر کو کیپ ٹاؤن میں موجود تھے۔ جوہانسبرگ سے چھ سات مقامی مسلم راہنما بھی ہمارے ساتھ روانہ ہوئے تھے اسماعیل محمد ایڈووکیٹ، ریٹائرڈ جسٹس محمد افضل چیمہ اور سابق اٹارنی جنرل حاجی غیاث محمد کیپ ٹاؤن پہنچتے ہی مقدمے کے سلسلے میں نکات کو آخری شکل دینے میں مصروف ہوگئے۔ اور رات گئے تک صلاح مشورہ ہوتا رہا، صبح وہاں کے مسلمان کاروں کے جلوس کی شکل میں ہمیں عدالت میں لے گئے، جب کہ ہمارے استقبال کے سلسلے میں کیپ ٹاؤن کے مسلمانوں نے خاصے جوش وخروش کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس دوران وہاں کے اخبارات نے بھی خبریں شائع کرنا شروع کردیں کہ پاکستان کے علماء اور قانونی ماہرین کا ایک وفد عدالتی کارروائی میں حصہ لینے کے لئے جنوبی افریقہ پہنچ گیا۔

کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں کی تعداد:

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کے دینی جوش و جذبے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ صبح جب ہم عدالت کی طرف روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی عدالت کے احاطے میں پہنچ چکی تھی۔ کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں کی آبادی چھبیس ہزار ہے جب کہ قادیانیوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔ عدالت کی سربراہ وہاں کی ایک عیسائی خاتون جج تھی جس کی عمر پچاس سال سے زائد تھی۔ ۹ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو ساڑھے نو بجے مقدمے کی کارروائی شروع ہوئی۔ مسلمانوں کی بھاری تعداد کے مقابلے میں چونکہ عدالت کا کمرہ ناکافی تھا، اس لئے عدالت کی خاتون

جج نے سماعت سے قبل مقدمے کی باقاعدہ سماعت قریب ایک بڑے ہال میں شروع کی۔ وہاں عدالت میں ہمارے وفد کے ارکان کے لئے الگ نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ ریٹائرڈ جسٹس محمد افضل چیمہ اور حاجی غیاث محمد کو عدالت کے سامنے آگے جگہ دی گئی تھی، جب کہ ایک طرف پریس گیلری کا اہتمام بھی تھا۔ عدالت کا یہ ہال کھچا کھچ بھر چکا تھا اور اس کی سماعت میں وہاں کے مسلمانوں کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ بہت سی خواتین اپنے شیر خوار بچوں کو گود میں اٹھائے عدالت میں موجود تھیں، اس ہال میں اوپر سامعین کے لئے ایک وسیع گیلری بھی موجود تھی۔ دو دن تک عدالتی سماعت کے دوران سینکڑوں افراد مرد و خواتین صبح سے شام تک پورے انہماک اور انتہائی صبر اور استقلال کے ساتھ مقدمے کی کارروائی سنتے رہے۔ قادیانیوں نے دو یہودی وکلاء کی خدمات حاصل کی تھیں اور ان کی معاونت کے لئے ایک قادیانی وکیل بھی موجود تھا، مسلمانوں کی طرف سے اصل وکیل اسماعیل محمد تھے۔

سماعت کے پہلے روز قادیانیوں کے وکیل مسٹر پیک نے عارضی حکم امتناعی کی توثیق کے لئے درخواست پیش کرنے کی بجائے ایک شخص مسٹر پیک کی طرف سے درخواست پیش کی کہ مسٹر پیک کو بھی اس مقدمے میں فریق بنایا جائے۔ اس درخواست کا مقصد اس قانونی سقم کو دور کرنا تھا جو انجمن احمدیہ اشاعت اسلام (قادیانیوں کی لاہوری شاخ) مدعی کی حیثیت رکھتی تھی، جب کہ اس مقدمے میں قانونی شخص (لیگل پرسن) کی موجودگی ضروری تھی، کیونکہ انجمن تو ہتک عزت کی دعویدار نہیں بن سکتی تھی، چنانچہ مسٹر پیک کی کوشش کی گئی تاکہ اگر اس قانونی سقم کی بنیاد پر ان کا مقدمہ خارج ہونے کا امکان ہو تو مسٹر پیک فریق مقدمہ کے حقیقی شخص کی حیثیت سے مقدمے میں فریق بننے کی حیثیت سے موجود ہو اور اس طرح مقدمہ خارج نہ ہو سکے، لیکن مسلمانوں کے وکیل نے اس درخواست کو قابل اعتراض قرار دیا اور نئے شخص کو فریق مقدمہ بنانے کی کارروائی کو انصاف کے منافی قرار دیا اور کہا کہ اس مقدمے میں ایک فریق انجمن ہے اور اس کی درخواست پر تمام کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے اور درخواست کے مطابق ہی ہم نے جواب دعویٰ تیار کیا۔ چنانچہ عدالت نے پیک کی یہ درخواست مسترد کر دی پھر پیک نے قادیانیوں کی وکالت کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مسلمان ہیں، وہ توحید و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں، کسی شخص کو انہیں کافر کہنے یا مسجدوں میں ان کے داخلے اور قبرستانوں میں ان کی تدفین روکنے کا حق حاصل نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کیپ ٹاؤن کے مسلمانوں کو انہیں کافر کہنے سے منع نہ کیا گیا تو ہمارے گھر برباد ہو جائیں گے اور قادیانیوں اور غیر قادیانیوں کے درمیان نکاح کے رشتے ٹوٹ جائیں گے، لیکن عدالت کی خاتون جج نے کہا کہ میرے لئے فی الحال یہ فیصلہ کرنا ممکن نہیں کہ قادیانی مسلمان ہیں یا غیر مسلم؟ اس وقت اصل سوال یہ ہے کہ آپ حکم امتناعی کے حق دار ہیں یا نہیں؟ ایک طرف تو آپ خود کہتے ہیں کہ مسلمان آپ کو سالہا سال سے غیر مسلم سمجھتے ہیں اور اپنے قبرستانوں میں تدفین کی اجازت نہیں دیتے تو پھر اب کون سی ہنگامی ضرورت پیش آ گئی ہے کہ آپ نے حکم امتناعی کی درخواست دے دی ہے؟

شام کو عدالتی وقت کے اختتام سے پندرہ منٹ قبل اسماعیل محمد ایڈووکیٹ کو جواب دعویٰ داخل کرنے اور دلائل پیش کرنے کی ہدایت دی گئی، انہوں نے اپنے دلائل تحریری شکل میں عدالت کے سپرد کئے اور اپنے نکات کا خلاصہ بیان کیا۔ اگلے دن اسماعیل محمد نے اپنے دلائل کا آغاز کیا، انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت، باقی انبیاء کرام علیہم السلام سے نبوت میں اعلیٰ و ارفع ہونے اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو نامکمل اور اپنے روحانیت کو کامل قرار دینے کے دعوؤں کا ذکر کیا اور کہا کہ مسلمانوں کے حلفی بیانات میں مرزا قادیانی کی کتابوں کے مفصل اقتباسات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی شان میں بڑھ کر بتایا، اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی اور اپنے آپ کو (معاذ اللہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ثانی اور ہمسر و مظہر قرار دیا، پھر ان حلفی بیانات میں قرآن و احادیث اور اسلامی علوم کے ماہرین کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویدار مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس قادیانیوں کے بیان حلفی میں ان کے مسلمان ہونے کی کوئی دلیل بیان نہیں کی گئی۔ اس لئے بادی النظر میں مقدمہ ہرگز ان کے حق میں نہیں ہو سکتا، جبکہ درخواست گزار کو حکم امتناعی کا استحقاق صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ بادی النظر میں مقدمہ اس کے حق میں ہو۔ مسٹر اسماعیل محمد نے مزید کہا کہ دنیا بھر کے مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے، لیکن پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینیٹ نے انہیں صفائی کا پورا موقع فراہم کرنے کے بعد متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں پاکستان کے دستور میں باقاعدہ ترمیم کی گئی۔

(جاری ہے)

قادیانی جماعت.... قادیانی قیادت کی نظر میں!

مولانا قاضی احسان احمد

قادیانی جماعت کا آرگن ماہنامہ ''انصار اللہ'' بابت ماہ اگست ۲۰۱۲ء سامنے آیا، ورق گردانی شروع کی تو ابھی صفحہ ۵ پر پہنچا کہ نیچے چوکھٹے پر نظر پڑی جس پر درج تحریر کا عنوان تھا کہ: ''خدا تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص، وفادار جماعت عطا کی ہے'' جیسے ہی اس کو دیکھا تو فوراً دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری زندگی متضاد دعاوی میں گزری ہے، مرزا قادیانی نے صرف اور صرف حرمتِ جہاد اور اطاعت انگریز میں تضاد بیانی سے کام نہیں لیا تو تلاش کیا جائے کہ قادیانی جماعت سے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی نے اس مذکورہ بالا بیان کے خلاف آ کر کیا جذبات چھوڑے ہیں؟ کافی عرصہ پہلے ایک مضمون اسی عنوان سے تیار کیا تھا، جس میں مرزا جی اور اس کی جماعت کے تاثرات تھے مگر شاید طبع نہ ہو سکا جس کا عنوان تھا: ''قادیانی جماعت.... قادیانی قیادت کی نظر میں۔'' اب مضمون کی دوبارہ تلاش شروع کی، الحمدللہ! مضمون مل گیا۔ آج کی اس نشست میں مذکورہ بالا رسالہ کا مکمل حصہ نقل کر کے بانی جماعت کی قادیانی جماعت سے متعلق آراء اور دل کی سچی داستان پیش کی جائے گی۔ فیصلہ میں اپنے قارئین پر چھوڑتا ہوں، ملاحظہ کیجئے ماہنامہ ''انصار اللہ'' کی عبارت:

''خدا تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص، وفادار جماعت عطا کی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یہ ایک مستقل گستاخی اور کفر ہے... مرتب) فرماتے ہیں: میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے، میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں، نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے، میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفاداری نہ ہو۔'' (ملفوظات، ج:اول، ایڈیشن ۲۰۰۳ء، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ، ص:۲۲۳)

قادیانی جماعت' قادیانی قیادت کی نظر میں

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اخلاص کے اعلیٰ ترین معیار کے حامل ہوتے ہیں' اس لئے ان کے متبعین پر بھی اس کے اثرات پڑتے ہیں اور وہ بھی مخلص ہوتے ہیں' اس کے برعکس جھوٹے مدعیان نبوت چونکہ ذاتی مفادات اور شخصی اغراض سے پُر ہو کر شیطان کے ایما پر اپنی جماعتوں کی بنیاد رکھتے ہیں' اس لئے ان کے پیروکاروں میں بھی اخلاص و اخلاق کی کوئی رمق نہیں پائی جاتی۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسے ہی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک تھا' جس نے اپنے مفادات کی خاطر انگریزوں کے ایما پر قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی' لیکن اپنے قیام سے لے کر آج تک قادیانی جماعت کا اخلاق و کردار جیسا رہا ہے اور جن القابات سے اسے پکارا گیا ہے' اس پر کچھ روشنی ڈالنے کے لئے قادیانی جماعت کے بعض قائدین کی چند تحریرات ان کے نام کی صراحت کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں' جن کا مطالعہ انشاء اللہ خود قادیانیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوگا' ملاحظہ فرمائیے:

قادیانی جماعت

مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر میں!

بھیڑیوں کی جماعت:

''بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۲۱ تا ۲۲۳ ج اول' روحانی خزائن ص ۳۹۵'۳۹۶ ج ۶)

درندوں سے بدتر جماعت:

''بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے' مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے

تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ اس کو سختی سے اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا کر دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے' پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۴۱ تا ۲۴۳ ج اول' روحانی خزائن ص ۳۹۵'۳۹۶ ج ۶)

تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت:

''اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کرچکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۴۱ تا ۲۴۳ ج اول' روحانی خزائن ص ۳۹۵'۳۹۶ ج ۶)

مخنثوں کی جماعت:

''اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہوجائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیرخواہ ہوجائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہوجائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کرلیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہوجائے گی' اور جس طرح ایک انسان خوجہ (مخنث) ہوکر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہوجاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی (گویا مرزا صاحب کی تعلیم پر عمل کرنے والی قادیانی جماعت اب خوجوں یعنی مخنثوں پر مشتمل ہے۔مرتب)۔'' (''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' از مرزا غلام احمد قادیانی مجموعہ اشتہارات ص ۱۴۴ جلد ۳)

کج دل جماعت:

''میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا! یہ کیا حال ہے؟ اور یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۴۱ تا ۲۴۳ ج ا' روحانی خزائن ص ۳۹۵'۳۹۶ ج ۶)

سفلی اور خودغرض جماعت:

''بعض حضرات جماعت ...... انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کرلیتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۴۱ تا ۲۴۳ ج ا' روحانی خزائن ص ۳۹۵'۳۹۶ ج ۶)

قادیانی جماعت حکیم نورالدین (قادیانی خلیفہ اول) کی نظر میں

مرتدوں کی جماعت:

''مجھے (یعنی حکیم نورالدین کو) خدا نے خلیفہ بنادیا ہے اور اب نہ تمہارے (یعنی قادیانیوں کے) کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے' اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو! میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔'' (رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج ۹' نمبر ۱۱ ص ۱۴' بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء)

کوئی فطرت جماعت:

اللہ تعالیٰ نے نورالدین کو خلیفہ مقرر کیا' جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ لکھنا اور بولنا نہیں جانتے۔ اس وقت تو (قادیانی) لوگوں نے بیعت کرلی' مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بعض نے کہا: یہ ستر ابہترا' لائی لگ ہے' کمزور طبیعت ہے اور اگر اس مسئلہ کا تصفیہ اس کے زمانہ میں نہ کردیا گیا تو پھر نہ ہوسکے گا کیونکہ یہ تو ڈر جاتا ہے..... آپ نے (یعنی نورالدین نے) فرمایا کہ: ''کہا جاتا ہے کہ تمہارا کام صرف نمازیں پڑھانا' درس دینا اور نکاح پڑھانا ہے۔ مگر میں نے کسی کو نہیں کہا تھا کہ میری بیعت کرو۔ تم خود اس کی ضرورت سمجھ کر میرے پاس آئے۔ مجھے خلافت کی ضرورت نہ تھی لیکن جب دیکھا کہ میرا خدا مجھے بلا رہا ہے تو میں نے انکار کا سبب نہ سمجھا۔ اب تم کہتے ہو کہ میری اطاعت تمہیں منظور نہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۵' نمبر ۷' مورخہ ۳/اپریل ۱۹۳۷ء)

قادیانی جماعت مرزا بشیرالدین محمود (قادیانی خلیفہ دوم) کی نظر میں

سوروں کی جماعت:

''مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلباء تعلیم پاتے ہیں' انہیں کنوؤں کے مینڈک کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہوجانا چاہا مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے

معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی...... میں نے جس سے بھی سوال کیا' معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا' اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے' اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے' تو یہ جواب دیا کہ: ''جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔'' یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے۔ ''جس طرح ہوگا'' تو سور کہا کرتا ہے۔ اگر سور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا؟ وہ یہی کہتا کہ: ''جس طرح ہوگا کروں گا۔'' (خطبہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سابق خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' جلد ۲۲ نمبر ۹۱ ص ۸ مورخہ ۲۳/ جنوری ۱۹۳۵ء)

خصی جماعت:

''ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے خصی کر دیا ہے۔'' (ارشاد مرزا بشیر الدین محمود سابق خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۷ ص ۷' ۲/ جنوری ۱۹۳۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے: ''سچا مومن خصی ہو جاتا ہے۔'' پس حکومت کے افسروں' پولیس اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ باوجود اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں' ہم بالکل پر امن ہیں' کیونکہ ہم سچے مومن ہیں اور مومن خصی ہو جاتا ہے۔'' (ارشاد مرزا بشیر الدین محمود سابق خلیفہ قادیان مندرجہ ''الفضل'' قادیان ج ۲۲' نمبر ۸۷ ص ۵' مورخہ ۲۰/ جنوری ۱۹۳۵ء)

دیوث جماعت:

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ گندی گالیاں جو دو سال سے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) کو دی جا رہی ہیں' اگر ان میں سے ایک گالی بھی لندن میں مسیح ناصری (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو دی جائے تو گالی دینے والا انگریزوں کے ہاتھ سے نہ بچ سکے اور باوجود تہذیب و شائستگی کے دعوؤں کے ان میں سے کئی ایسے اٹھ کھڑے ہوں جو اسے ہلاک کر دیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہ ہمیں ''توفیق'' دی ہوئی ہے کہ ہم گالیاں سنتے ہیں مگر اس کے حکم کے ماتحت پر امن رہتے ہیں (جسے بالفاظ دیگر ''دیوث'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مرتب)۔'' (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان ۹/ جولائی ۱۹۳۵ء' جلد ۲۳ نمبر ۷ ص ۸)

بے حیا اور بزدل جماعت:

''کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدکلام دشمن کا جواب دے کر اسی سے حضرت مسیح علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) کو گالیاں دلواتے ہو اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو۔ اگر تم میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا یہ سچ مچ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہئے تو پھر تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو۔ مگر ایک طرف تم جوش اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف بزدلی اور دوں ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو۔'' (خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۲۹ ص ۶ مورخہ ۵/ جون ۱۹۳۷ء)

جہنم کی آگ کی حامل جماعت:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر آگ بھی ساری دنیا پر ڈال دی جائے تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔ میری کوشش یہ ہے کہ میں وہ جہنم کی آگ تمہارے اندر پیدا کروں جو پہاڑوں کے برابر ہے۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دنیا کو جلانے کے لئے کافی ہے تو جو آگ میں تمہارے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہوں' اگر پیدا ہو جائے تو ایک دنیا نہیں' ہزاروں دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ گے (یہ آگ قادیانیوں کے اندر اسی وقت پیدا ہو گئی تھی جب انہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے رشتہ جوڑ لیا تھا' یہ آگ انہیں دنیا میں بھی جلائے گی اور آخرت میں بھی وہ جہنم کی آگ میں جلیں گے: مرتب)۔'' (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲/ دسمبر ۱۹۳۵ء' جلد ۲۳' نمبر ۱۳۹ ص ۹)

خوابیدہ جماعت:

''مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں بعض خواب بینوں نے اپنی خوابوں اور دعاؤں کو آمد کا ذریعہ بنایا ہوا ہے' وہ آنوں بانوں سے لوگوں سے سوال بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بندوں سے مانگنے پر مقرر کر دیتا ہے' وہ تو ایک عذاب ہے' ایسے شخص کی خوابیں بھی یقیناً ابتلا کے ماتحت ہو سکتی ہیں' انعام کے طور پر نہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۷ نمبر ۲۵۷ مورخہ ۸/ نومبر ۱۹۳۹ء)

(جاری ہے)

گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاجی ریلی

آنکھوں دیکھا حال

مولانا قاضی احسان احمد

بدبخت امریکیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ فلم ریلیز کرکے تعصب اور عداوت کی انتہا کردی ہے۔ مسلم دنیا سراپا احتجاج ہے۔ احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکالی جارہی ہیں۔ پاکستان میں بھی مذہبی جماعتیں اور تنظیمیں اپنے اپنے طور پر احتجاج کررہی ہیں۔ ۲۱ر ستمبر بروز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بھی عظیم الشان ریلی اور احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کے جذبات سے سرشار عاشقانِ رسول ریلی میں شرکت کے لئے جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔ اس لئے کہ شفاعت محمدی ہر مسلمان کے دل کی آرزو ہے، اس آرزو کو لئے ایک جوش وجذبہ کے ساتھ کشاں کشاں مسلمان اپنے اپنے مرکز کی طرف دیوانہ وار، دنیا ومافیہا سے بے نیاز چلے آرہے ہیں، زبان پر ایک ہی نعرہ ہے: ’’تیرا میرا رشتہ کیا لا الہ الا اللہ، گستاخ رسول کی سزا سرتن سے جدا، غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ ہمارا نہیں، ختم نبوت زندہ باد، تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج رہی ہے، ہر ایک دوسرے پر سبقت اور بازی لینے کی کوشش میں ہے کہ میرا ہر قدم دوسرے سے تحفظ ناموس رسالت کے مشن کی آبیاری میں آگے ہو، قطع نظر اس سے کہ آگے شیلنگ ہورہی ہے، دیوانے قدم سے قدم ملائے، نبی کے عشق ومحبت کی داستان دل و دماغ میں دہراتے ہوئے چلے جارہے ہیں، غلام آقا کی تابعداری کرتا ہے، دھوپ نہیں دیکھتا، مزدور مالک کی اطاعت کرتا ہے تھکن کی پروا نہیں کرتا۔

یہ ۲۱ر ستمبر جمعہ کا دن ہے ہر مسجد کے منبر ومحراب سے صدائے تحفظ ختم نبوت بلند ہورہی ہے، در ودیوار تحفظ ناموس رسالت کے نعروں سے گونج رہے ہیں، ہر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے بے تاب ہورہا ہے، نماز سے فارغ ہوئے، مسجدوں کے باہر عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جم غفیر عشاق کی فہرست میں نام لکھوانے کے لئے آگے بڑھ رہا ہے، قافلے روانہ ہوئے، جامعہ علوم اسلامیہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن سے ایک عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت ریلی اور احتجاجی مارچ کا اعلان سنتے ہی سب کے سب غازی جاں نثاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدامِ ختم نبوت، رضا کارانِ ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بینروں تلے جمع ہونے لگے، جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر جناب قاری محمد عثمان کی قیادت میں ریلی کا آغاز ہوا۔ ریلی خراماں خراماں نمائش چورنگی پہنچی، جہاں پہلے سے موجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جمعیت علماء اسلام کے کارکن منتظر تھے، قیادت کی آمد پر ریلی میں مزید چار چاند لگ گئے، فضا نعروں سے گونج رہی تھی، ریلی نمائش چورنگی سے اپنے قافلوں کو لیتے ہوئے تبت سینٹر کی طرف بڑھی، ٹرک پر سوار علماء کرام شرکاء ریلی سے مختلف اوقات میں خطاب کرتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام نکلنے والی ریلی کا اختتام تاور پر ہوا، اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ دہلی کالونی، منظور کالونی، پاکستان چوک اور دیگر علاقوں سے آنے والی ریلیوں اور جے ٹی آئی کے زیر اہتمام نکلنے والی ریلی کا اختتام پریس کلب پر ہوا۔ تاور پر اختتام پذیر ہونے والی ریلی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے صاحبزادے اور جانشین مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ مولانا نے کہا کہ مسلمان کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی برداشت نہیں کرسکتا، ہم اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا قاضی فیب الرحمن اور قاری محمد عثمان نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت ہمارا ایمانی مسئلہ ہے، یہ ہماری غیرت وحمیت کا مسئلہ ہے، ہم اس کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کرنا سعادت سمجھیں گے، ہم حکمرانوں سے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے جذبات امریکی ایوانوں تک پہنچائیں اور بھرپور احتجاج کریں مسلم ممالک مشترکہ لائحہ عمل طے کریں اور امریکا پر دباؤ ڈالیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کے مرتکب کے خلاف قانون بنائیں۔

ریلی میں لوگوں کا جذبہ ایمانی اور عشق رسول دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ ایسے کئی مناظر بھی سامنے آئے کہ معذور وہیل چیئر پر احتجاج میں موجود، سروں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والی پٹی باندھے ہوئے، تندرست و بیمار، کمزور و طاقتور، گورے کالے، امیر غریب سب کے سب ایک صف میں ایک جھنڈے تلے جمع تھے۔ عشاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صف، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جھنڈا ان تمام لوگوں کو جمع کئے ہوئے تھا۔ دعا کے بعد بخیر و خوبی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆

خبروں پر ایک نظر

مسلم اُمہ گستاخ ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے

سکھر میں احتجاجی مظاہرہ سے علماء کا خطاب

سکھر.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ۲۱رستمبر کو مرکزی جامع مسجد بندر روڈ پر بعد نماز جمعہ مسجد کے باہر عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ ہوا، جس میں مولانا قاری خلیل احمد خطیب مرکزی جامع مسجد، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا سعود افضل ہالیجوی، مولانا قمر الدین ملانو، مولانا عطاء اللہ سکھروی، قاری لیاقت علی ودیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی ملعونوں نے آزادیٔ اظہار کے نام پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرکے عالم اسلام کو للکارا ہے، رحمۃ للعالمین کی شان میں گستاخی کوئی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔ علماء کرام نے کہا کہ اقوام متحدہ اور امریکا دنیا کا امن تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ امریکا سے اپنے سیاسی، معاشی، اقتصادی اور اتحادی تعلقات ختم کرتے ہوئے اپنے سفیر کو واپس اور ان کے سفیر کو ملک بدر کرے۔ مولانا قاری خلیل احمد نے کہا کہ یورپ میں ہولوکاسٹ پر بات کرنے پر پابندی ہے، امریکی کتے کو مارنے پر سزا ہے، امریکا اپنے شہری کے قاتل کو دنیا کے کسی بھی کونے سے اٹھا کر سزا دینا اپنا حق سمجھتا ہے، مگر امریکا خود مسلمانوں کو بے گناہ قتل کر رہا ہے، ان کا ناحق خون بہا رہا ہے اور اب امریکیوں نے آزادیٔ اظہار کے نام پر امام الانبیاء، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ان کو مسلمانوں اور ان کے پیغمبر سے شدید نفرت ہے۔ مولانا عبداللطیف اشرفی نے اپنے خطاب میں کہا کہ امریکا افغانستان پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا ہے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے، امن کے نام پر اس نے صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے، آج پوری امت مسلمہ مطالبہ کرتی ہے کہ گستاخ رسول کو سزا دے ورنہ مسلمان غازی علم الدین، غازی عبدالقیوم، حاجی مانک، عامر چیمہ شہید اور ممتاز قادری کا کردار ادا کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ مولانا محمد حسین ناصر نے اپنے خطاب میں کہا کہ یورپ میں مسلسل اس طرح کی گستاخیاں کرکے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا ایک گہری سازش ہے۔ انہوں نے کہا کہ پُرامن احتجاج مسلمانوں کا حق ہے۔ مسلم اُمہ گستاخ ممالک کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ مولانا قاری خلیل احمد کی دعا پر مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔

بنوں میں یومِ تحفظِ ختم نبوت جوش و خروش سے منایا گیا

بنوں (رپورٹ: ڈاکٹر افتخار احمد نقشبندی)

۷رستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت منانے کے لئے ایک اجلاس ۵رستمبر ۲۰۱۲ء، بروز بدھ بمقام جامعہ دارالاحسان مسلم آباد نزد ڈگری کالج نمبر ا، بنوں میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا مفتی عبدالرؤف دامت برکاتہم نے کی۔ اس اجلاس میں بنوں ڈویژن کے جید علماء کرام اور زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ مختلف مدارس، علماء سے ملاقاتوں اور دعوت نامے، اشتہارات کی تقسیم کے لئے مختلف وفود تشکیل دیئے گئے۔ ۷رستمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے زیر اہتمام ایک جلسہ کا انعقاد جامعہ معراج القرآن مسجد حافظ جی بیرون لکی گیٹ میں کیا گیا، جس کی صدارت ڈویژنل امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے کی۔ اس کے بعد مولانا طیب طوفانی سرائے نورنگ اور عالمی مجلس

ٹوبہ میں تمام جماعتوں کا مشترکہ احتجاج

ٹوبہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ضلعی امیر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کی محنت وکوشش سے ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ دارالسلام میں تمام جماعتی ذمہ داران نے مولانا کی کال پر لبیک کہا اور تحفظ ناموس رسالت وگستاخ رسول کے خلاف بھرپور احتجاج اور جلوس کا پروگرام طے پایا۔ چنانچہ ۱۶رستمبر ۲۰۱۲ء کو کمال چوک سے صدر بازار لالہ سوئٹس تک احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ علاوہ ازیں ٹوبہ اور مضافات میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ پُرامن احتجاجی جلوس میں تمام جماعتیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، جمعیت اہل حدیث، جماعۃ الدعوۃ، اہل سنت والجماعت، سنی تحریک، جماعت اسلامی، انجمن تاجران، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایم این اے، پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ایم این اے، پاکستان پیپلز پارٹی اور مسیحی برادری۔ الغرض تمام جماعتیں اور ان کے کارکن حضرات نے شرکت کی اور ذمہ داروں نے مجمع کثیر سے اپنے اپنے انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا اظہار کیا اور گستاخانہ فلم کی شدید مذمت کی۔

تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالستار حیدری نے بیانات کئے، جلسہ میں تقریباً تین ہزار کے قریب مجمع رہا، جس میں علماء کرام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ اسی جلسہ کے بعد مذہبی جوش کے اظہار کے لئے بعد از نماز جمعۃ المبارک ڈیڑھ بجے ایک پُرامن ریلی نکالی گئی، جس کی قیادت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے کی۔ ریلی مختلف شاہراہوں سے گزر کر بنوں پریس کلب تک پُرامن طریقے سے پہنچی، ریلی چلتی رہی اور لوگ جوق در جوق شمولیت اختیار کرتے رہے۔ بنوں پریس کلب میں امیر مفتی عظمت اللہ سعدی، جامعہ مرکز اسلامی کے ڈائریکٹر مولانا سید نسیم علی ہاشمی، مرکزی مبلغ مولانا عبدالستار حیدری نے بیانات کئے اور حاضرین سے قادیانیت کا مکمل بائیکاٹ کی اپیل کی۔ حضرت مولانا قاری امام یوسف نے اختتامی دعا کی۔

شرانگیز فلم کے خلاف عظیم الشان احتجاجی ریلی

سکھر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام عظیم الشان احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں امریکا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بنائی جانے والی گستاخانہ فلم کے خلاف بھرپور احتجاج کیا گیا۔ ریلی میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کرکے ثابت کردیا کہ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرسکتا ہے، لیکن توہین برداشت نہیں کرسکتا۔ ریلی بدھ صبح گیارہ بجے جامع مسجد بندر روڈ سے شروع ہوئی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان، جامعہ اشرفیہ، جامعہ حمادیہ منزل گاہ، اللہ والی مسجد، گول مسجد، عثمانیہ مسجد کے علماء وطلباء اور تاجر برادری نے شرکت کی۔ ریلی کی قیادت مولانا سعود افضل، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا نذیر احمد مصر، مولانا قمر الدین ملانو، مولانا الٰہی بخش نانوری، مولانا امان اللہ جمالی، حافظ محمد رمضان نے کی۔ ریلی مختلف شاہراہوں سے ہوتی ہوئی گھنٹہ گھر پہنچی جہاں پر تاجر برادری کے ذمہ داران حاجی ہارون میمن ختم نبوت کی ریلی میں شریک ہوئے۔ گھنٹہ گھر چوک پر مولانا سعود افضل، مولانا محمد حسین ناصر، حاجی ہارون میمن، مولانا عبداللطیف اشرفی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں نے ہمیشہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے قربانیاں دی ہیں، آج بھی اگر قربانی دینی پڑی تو مسلمان اس کو سعادت جانیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں تحفظ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار مسلمانوں نے لاہور کی سڑکوں کو اپنے خون سے رنگین کیا، آج ہم امریکی گستاخوں کو بتادینا چاہتے ہیں کہ گستاخ رسول کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ریلی گھنٹہ گھر سے صرافہ بازار ہوتے ہوئے پریس کلب پہنچی، جہاں پر دیگر تنظیمیں بھی شامل ہوگئیں اور گستاخ فلم ساز اور امریکا کی مذمت میں زبردست نعرے لگائے۔ اس موقع پر قاری خلیل احمد، عبدالمتین بندھانی، محمد صالح انڈھڑ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان کٹ سکتا ہے، مرسکتا ہے لیکن پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے تمام جماعتوں کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کرائی۔

ناموس رسالت قانون کے لئے تمام دنیا کے مسلمان متحد ہوجائیں: آفتاب احمد خان

اغیار کی سازش کے شکار نہ ہوں، اپنے اندر انتشار ختم کرکے اپنی املاک اور دوسروں کی املاک کو نقصان پہنچائے بغیر حکمت عملی کے ساتھ تمام سازشی عناصر کی مصنوعات کا بائیکاٹ کردیں اور ہفتہ میں ایک دن صرف دو گھنٹے کے لئے پبلک مقام پر پُرامن احتجاج کریں اور اپنی تقریر اور تحریر کے ذریعے تمام عالم کو بتادیں کہ ہم مسلمان دہشت گرد نہیں، جیسا ان کا مذہب ہے ویسے ہی وہ امن پسند ہیں اور امن کے داعی ہیں وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے ساتھ تمام انبیاءؑ کی ناموس کو تحفظ دینا چاہتے ہیں اور قرآن کی عظمت کے ساتھ تمام انبیاءؑ پر نازل ہونے والی کتب ربانی کو اسی طریقے سے مقدس سمجھتے ہیں، جس طریقے سے قرآن کی عظمت کو اپنے دل میں رکھتے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کے ساتھ مل کر اقوام متحدہ کو ہماری اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے اسے مستقل قانونی حیثیت کے ساتھ دنیا میں رائج کرنا ہوگا کہ ان تمام کتب اور انبیاءؑ کی شان میں گستاخی کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے اس کو بلاتفریق رنگ و نسل و ملک سزا دی جائے گی۔ اس کے بغیر تمام مسلم اقوام کو کوئی بھی حل قابل قبول نہیں، لہٰذا اس کو فوری قانون بنا کر تمام دنیا میں نافذ العمل کیا جائے۔

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے بزرگ کارکن تحریک احیاء سنت ضلع گوجرانوالہ کے سیکریٹری اطلاعات اور جمعیت علماء اسلام کے سرگرم راہنما سیٹھ محمد اشرف اعوان مختصر علالت کے بعد انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی تدفین ہاشمی کالونی گوجرانوالہ قبرستان میں کردی گئی ہے۔ نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر پیر طریقت مولانا محمد اشرف مجددی نے پڑھائی۔ جس میں جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا قاری منیر احمد قادری، حکیم محمد کوثر، مولانا مفتی جمیل احمد گجر، محمد عثمان، شبیر احمد گوریلا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں رکن مرکزی شوریٰ الحاج حافظ محمد یوسف عثمانی، حافظ خرم شہزاد، سید احمد حسین زید، حافظ محمد ثاقب، قاری عبدالغفور آرائیں، حافظ احسان الواحد، حاجی عبدالرحمن، مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد الیاس، قاری محمد ادریس قاسمی، قاری محمد نواز، قاری محمد خالد، احیاء سنت کے رہنماؤں سیٹھ نثار احمد قیصر، مولانا عبدالغفور، محمد امان اللہ قادری اور دیگر نے شرکت کی۔ مرحوم ملک کے نامور نعت خواں محمد ابوبکر مدنی کے والد اور خود بھی اچھے نعت گو شاعر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ناموس رسالت ریلی

رپورٹ:مولوی محمد رضوان

"نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر! غلامیٔ رسول میں موت بھی قبول ہے، حرمت رسول پر جان بھی قربان ہے، گستاخ رسول کی ایک ہی سزا: سرتن سے جدا، سرتن سے جدا" یہ تمام نعرے بلند ہو رہے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیراہتمام حلقہ منظور کالونی و محمود آباد سے نکلنے والی احتجاجی ریلی گستاخ رسول کے خلاف ۲۱ ستمبر بروز جمعہ کو نکالی گئی تھی۔ اس ریلی کے لئے جمعرات ہی سے تیاریاں شروع کردی گئی تھیں۔

حلقہ کی مساجد کے ائمہ سے رابطہ کیا گیا، تمام خطباء حضرات سے گزارش کی گئی تھی کہ جمعرات کو اور خصوصاً اجتماع جمعہ میں ناموس رسالت ریلی میں شرکت کے لئے بھرپور اعلان کریں۔ جمعرات کو ساتھیوں نے ریلی کے لئے انتظامات کی تیاریاں شروع کردیں۔ بینرز تیار کروائے گئے جن پر مختلف نعرے اور مطالبات لکھے ہوئے تھے کہ: "گستاخ فلم کو بند کیا جائے، غلامیٔ رسول میں موت بھی قبول ہے۔"

اسی طرح کارکنان نے سر پر باندھنے کے لئے پٹیاں تیار کروائیں جن پر کلمہ طیبہ، ناموس رسالت اور ختم نبوت کے حوالے سے نعرے درج تھے۔ جمعہ کے دن صبح کے وقت ساتھی ناموس رسالت ریلی کی تیاری کے لئے جمع ہونا شروع ہوگئے۔ الحمدللہ! نماز جمعہ سے قبل تمام تیاریاں مکمل ہوگئی تھیں۔ ریلی کو نظم وضبط سے چلانے کے لئے ایک بڑے ٹرک کا انتظام کیا گیا، جس پر مختلف عنوان کے بینرز اور بڑے اسپیکر لگائے گئے۔

ائمہ مساجد نے جمعہ کے خطبہ میں ناموس رسالت کے حوالے سے خطاب کیا، جامع مسجد اقصیٰ کے خطیب مولانا محمد بلال نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کی وجہ سے ہمیں اسلام کی دولت ملی، آپ ہی کی وجہ سے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسی عظیم عبادات ملیں، آج اسی سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے گجر چوک پر پہنچنے کا اہتمام کریں۔

جامع مسجد عائشہ صدیقہ کے خطیب مولانا حفیظ الرحمن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملعون امریکی پادری نے گستاخانہ فلم بناکر پوری دنیا کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی ہے۔ تمام مسلمانوں کے دل آج زخمی ہیں، اس لئے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ آج اس اجتماع میں موجود تمام مسلمانوں سے اس احتجاجی ریلی میں شریک ہونے کی درخواست ہے۔ اسی طرح جامع مسجد مریم، خلفاء راشدین، فاروق اعظم اور دیگر مساجد میں بیانات اور اعلانات ہوئے، بعداز جمعہ جامع مسجد عائشہ اور جامع مسجد اللہ والی کے نمازی حضرات مولانا حفیظ الرحمن، مولانا شبیر احمد کی قیادت میں گجر چوک کی طرف روانہ ہوئے۔

یہ قافلہ جب گجر چوک پر پہنچا تو وہاں پہلے ہی سے ائمہ کرام اپنے حلقہ احباب کے ہمراہ موجود تھے۔ یہ احتجاجی ریلی جو پیدل، موٹر سائیکل اور کاروں پر مشتمل تھی، اپنی منزل مقصود کے طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں بہت لوگ اس ریلی میں شامل ہوتے گئے۔ آخر کار یہ ریلی دفتر ختم نبوت پرانی نمائش پہنچی۔ دفتر ختم نبوت پر موجود مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحیٔ مطمئن و دیگر ساتھیوں نے استقبال کیا۔ یہاں پر عظیم الشان ناموس رسالت ریلی جمعیت علماء اسلام کی ریلی میں ضم ہوکر اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوگئی۔ تبت سینٹر سے پریس کلب پہنچتے پہنچتے خاصا وقت لگا، جب پریس کلب پہنچے تو وہاں پہلے سے جمعیت طلبا اسلام کی صوبائی قیادت موجود تھی۔ ختم نبوت کی اس عظیم الشان ریلی کو دیکھ کر نعروں سے استقبال کیا گیا۔ پریس کلب کی طرف راستوں کی بندش کی وجہ سے مشاورت کے بعد فوارہ چوک پر احتجاجی ریلی کو روک دیا گیا اور اسی چوک پر خطاب کا اہتمام کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے خطاب کرتے ہوئے برقی مسجد کے خطیب مفتی محمد اسرائے نے کہا کہ آج کا مظاہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ نبی کی شان میں جب بھی کسی نے گستاخی کی، امت نے ایسے افراد کو نہیں چھوڑا کعب بن اشرف جیسے یہودیوں کو جہنم رسید کیا۔ جب مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کرکے حضور کی شان میں گستاخی کی تو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے اپنے خون سے اس چمن کی حفاظت کی۔ مظاہرے سے مولانا حفیظ الرحمن، راقم الحروف اور جمعیت طلبا اسلام کراچی سٹی کے صدر محسن محمود و دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ بار بار اسپیکر سے اعلان کیا گیا کہ تمام دوست پُرامن رہیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہ کریں توڑ پھوڑ کرنے والوں کا ہم سے کوئی تعلق نہیں، اس عظیم الشان ریلی کا اختتام مولانا حفیظ الرحمن کی دعا پر ہوا۔ ☆☆☆

بقیہ:......... اداریہ ....

دباؤ کا نتیجہ نظر آتا ہے کہ وفاقی حکومت نے اقلیتوں کے تحفظ کے لئے مسودہ قانون تیار کرلیا ہے اور سندھ اسمبلی میں اقلیتی ارکان نے اس قانون میں ترمیم یا تبدیلی کے لئے ایک قرارداد پیش کردی ہے اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس پر بحث سندھ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں کی جائے گی۔ مزید تفصیلات اس خبر میں ملاحظہ ہوں:

’’کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاکستان میں اقلیتوں کے تحفظ کے لئے وفاقی حکومت نے ایک مسودہ قانون تیار کرلیا ہے۔ یہ مسودہ چاروں صوبوں کو ارسال کردیا گیا ہے، تاکہ اس پر ان کی رائے لی جاسکے۔ اس مسودہ قانون میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک، ان کے اغوا، جبری مذہب تبدیل کرانے اور ان کے خلاف دیگر جرائم کے تدارک کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ یہ بات منگل کو سندھ اسمبلی میں ایم کیو ایم کے پارلیمانی لیڈر سید سردار احمد نے اقلیتی ارکان پیتام سیوانی اور سلیم خورشید کھوکھر کی قرارداد کے حوالے سے بتائی۔ مذکورہ قرارداد سندھ اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں پیش کی گئی تھی اور یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس پر بحث سندھ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں کی جائے گی۔ منگل کو اس قرارداد پر بحث اسمبلی کے ایجنڈے میں شامل تھی۔ اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ اقلیتی برادری کا مذہب جبری تبدیل کرانے کے تدارک کے لئے قانون سازی کی جائے۔ وزیر قانون ایاز سومرو نے کہا کہ ہم یہ پتہ کریں گے کہ یہ مسودہ قانون کہاں ہے؟ اس میں جو تبدیلیاں درکار ہوں گی، ان پر ہم اقلیتی ارکان سے مشاورت کریں گے اور انہیں اعتماد میں لیں گے۔ سید سردار احمد نے کہا کہ یہ مسودہ قانون سندھ کے محکمہ مذہبی امور کو مل چکا ہے۔ ہم اس مسودہ قانون کو بہتر بنانے کے لئے اقلیتی ارکان کے ساتھ مشاورت کریں گے۔‘‘ (روزنامہ جنگ، کراچی، ۸/اگست ۲۰۱۲ء)

ہمارا مطالبہ ہے کہ توہین رسالت، توہین قرآن اور توہین صحابہ کرامؓ کے مرتکب افراد کے مقدمات دہشت گردی کے کورٹ میں چلائے جائیں اور توہین رسالت و توہین مذہب کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی نہ کی جائے، ورنہ پاکستان میں ایسی تحریک چلے گی، جسے روکنا حکومت کے بس میں نہ ہوگا۔ اس لئے موجودہ حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ قائد عوام، بانی پیپلز پارٹی پاکستان، جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو (پاکستان کی قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے موقع پر) قومی اسمبلی میں بحیثیت وزیر اعظم پاکستان جو تقریر کی تھی...... جس کے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں...... انہیں کے الفاظ میں بیرونی دنیا کو بتلا دیا جائے کہ:

’’یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی فیصلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کرلیا جاتا، جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت 'اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی علت غائی (پاکستان بنانے کا مقصد و نصب العین) اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا، چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا، اس لئے میرے لئے مناسب نہ تھا کہ اس پر کوئی فیصلہ دیا جاتا...... پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے، اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلہ کو جمہوری طریقہ سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا، پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے، اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لئے اولین اہمیت رکھتی ہے......

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دور جدید میں رہتے بستے ہیں، ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں، بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کرسکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے، میری حکومت کے لئے اب یہ بات بہت اہم ہوگئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور مقدس اسلامی فرض ہے۔‘‘ (قومی اسمبلی میں کی گئی تقریر، ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

تعاون کی اپیل

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے ساتھ

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجیے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔

☆...... یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆...... تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

☆...... اندرون و بیرون ملک 50 دفاتر و مراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆...... لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہانہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆...... چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆...... ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔

☆...... ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆...... اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکا میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

☆...... افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے 30 ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4783486، 061-4583486

اکاؤنٹ نمبر: UBL- 3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

021-32780337, 021-34234476, Fax:021-32780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ